

## واضح ہو

کہ مضمحلہ دیگر علوم غریبی کے علم تواریخ مسیح آگاہ ہونا بھی ایک وابہی اور لافانی امر ہے۔ علی الخصوص ایسی کتب تواریخ سے جنکے متورخین نے حقوق تواریخ پر لائی کو حتی الموع پورا پورا ادا کیا ہو۔ اور جنکے بیانات واضح میں تعصب اور نفسانیت کی بو نہ آتی ہو۔ اور جو بالاتفاق معتبر اور مستند سمجھے جاتے ہوں۔

تواریخ کی اکثر کتبائے مستند عربی زبان میں ہیں جو اب تک چھاپی نہیں گئیں۔ اگر وہ اہل اسلام کی سلطنتوں اور یورپ و ایشیا کے کسی مقام میں طبع ہو بھی گئی ہوں تب بھی اس ملک میں ایسے لوگ بہت ہی کم ہیں جن کو ان کتابوں کے حسب حال معلوم ہو اور جو ان کو ولا تہائے دور و دراز سے بسر و زکثیر شکر اگر ان کے مضامین عربی سے منتفع ہوں۔

بعض مستند کتابیں علم تواریخ کی فارسی میں بھی موجود ہیں لیکن اد کا کمیاں ختم اور بیش قیمت ہونا ان کی اشاعت عام کے حق میں اس قدر ہارج ہے کہ سوار خاص خاص شائقین مطالعہ کے کم اشاعت لوگ ان کو ہرگز ہر مہم نہیں پہنچا سکتے۔

# جنگِ حمل

اعظم کوئی  
بسکو

مشی نیرانواش حسین صاحب پٹی انسپکدار س ضلع  
سہارنپور نے اردو میں ترجمہ کیا

اور بہ امانت و قرا مشی  
شیخ واجد علی صاحب کتب فروش آلہ آباد  
بار اول

ماہ رمضان المبارک سنہ ۱۳۵۶ ہجری

طبع نامی شہر کھنویں طبع ہوا

ماہ جون سنہ ۱۳۵۶ ہجری

## بسم اللہ الرحمن الرحیم

راویان اخبار یون کہتے ہیں۔ کہ جب جبہ واقعہ امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ کی اذیت  
 یقین خلافت اور امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کے عالم میں مشہور ہوئی۔ تو یہ حال عبداللہ  
 بن عامر بن کریم کو بھی معلوم ہوا۔ عبداللہ امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے  
 امیر بصرہ مقرر تھا۔ اسکو خوف ہوا کہ اب امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ امارت بصرہ  
 سے اسکو مہزول کر کے کسی دوسرے شخص کو وہاں مقرر کرینگے۔ لہذا عبداللہ نے ایک  
 شخص کو سجاتا کہ وہ سب لوگوں کو جامع مسجد میں حاضر کرے۔ غرض جب سب لوگ جمع  
 ہوئے تو عبداللہ نے کہا کہ سنو سجاتو امیر المومنین عثمان کو ظلم سے قتل کیا۔ اور  
 تمہارے ذمہ انکے حق بیت کی حفاظت واجب ہے۔ اور حقوق احسان کی حمایت  
 احسان کنندہ کی وفات کے بعد زیادہ تر نیک سمجھے جاتے ہیں۔ لہذا میں نہیں  
 چاہتا کہ عثمان ضائع ہو جاوے۔ میں آدھوقت تک صبر کرونگا تو قید ان کے  
 منصفہ دیکھ کر مارا کروں۔ اور بقصاص اسکے انکو قتل کروں۔ تھنے حال علی بوطالب

فصل  
 بن  
 بن

بجای خود

اور نیز اس جماعت کا جنھوں نے اس کے ساتھ بیعت کی ہے سن ہی لیا ہے۔ پس  
 منکو لازم ہے کہ تنسیخ ہو۔ اور اسباب جنگ فراہم کرو۔ اور منجگو اس کام میں مدد  
 بخواب اسکے ایک شخص کہ جو نام اور ابن بصرہ ہیں سے تھا بولا۔ کہ اسے پسیر عامر کہہ  
 بہاؤ کو نکو تیرے ہاتھ کسی نے پیچ نہیں ڈالا۔ یا تو نے اس شہر کو تلوار سے زور  
 سے فتح نہیں کیا۔ بلکہ تو بیان ایک نائب عثمان کا مقرر کیا ہوا تھا کہ آج انکو قتل  
 کر چکے۔ اور قاتلان عثمان مدینہ میں بیٹھے ہیں۔ اور سرزدان عثمان جنگجو استخاق  
 طالب قصاص حاصل ہے وہ بھی مدینہ میں ہیں۔ اور جماعت بزرگان و اکابر  
 و اراکین دین و ملت امیر المومنین علی بو طالب رضی اللہ عنہ سے کہ جلالِ قدرت  
 و رفعت و منزلت انکی ظاہر ہے بیت کر چکے۔ اور سب انکی امامت و خلافت  
 شفق ہو چکے ہیں۔ پس اگر امیر المومنین علی بو طالب رضی اللہ عنہ بھی پستو یا بقی  
 جنگجو اسیر بصرہ قائم رکھیں اور اس امر پر تیرے حق میں کوئی فرمان تحریر کریں۔ تو  
 ہم سب بھی اسکی تبعیت کریں گے۔ بلکہ اس کے حکم کی تعمیل کو بھر نفع واجب جانیں گے۔ اور  
 اگر بگو مغرور کر کے ہمارے لیے دوسرا امیر حسین تب بھی اختیار حاصل ہے  
 اگر اسوقت جنگجو کیا منصب ہے کہ ہم سے فراہمی لشکر و تمہیار وغیرہ کی خواہش کو ہا  
 جب عبداللہ بن عامر کو معلوم ہوا کہ ساکنان بصرہ مخالف امیر المومنین علی رضی اللہ  
 عنہ پر اوس سے موافق نہ ہونگے۔ فوراً خاموش ہو رہا۔ اور اوشھ کے حکم اپنے مکان پر  
 چلا گیا۔ اور اپنی طرف سے ایک نائب بصرہ میں چھوڑ کر ادھی رات کو مدینہ کی طرف بھاگا  
 تاکہ وہاں جا کر خلافت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کا حال دریافت کرے۔ کہ کیا  
 صورت ہے۔ الغرض جب مدینہ میں پہنچا۔ اول ظلمہ اور پھر سے ملاقات کی ان  
 دونوں نے اوس سے کہا کہ تو کیوں یہاں آیا۔ اور بصرہ کو کیوں ہاتھ سے کھڑا  
 اور اپنے مال و زر کو جو تیرے قبضے میں تھا کیوں ضائع کیا۔ شاید علی بو طالب سے



تو دیکھا حالانکہ وہ تیرا کیا کر سکتا ہے۔ اتنا تو بصرہ میں توقف کیا ہوتا۔ کہ ہم لوگ  
 تیرے پاس پہنچ جاتے۔ اور ولید بن عقبہ بن ابی معیط نے بھی اسکو دینہ  
 میں چلے آنے پر بھت کچھ لاسٹ کی اور کہا کہ تیرا بصرہ میں ضرور ٹھہرنا لازم  
 تھا۔ اور مناسب نہ تھا کہ ایسا شہر ہاتھ سے چھوڑ دیا جائے۔ القضا امیر المومنین  
 علی رضی اللہ عنہ کا کام گھٹنے لگا۔ جا بجا طرح طرح کے خطن طاسر ہوئے۔ اور  
 اطراف و جوانب سے دشمنوں اور حاسدوں نے سر اٹھایا۔ جسکے عاملان  
 امیر المومنین جاتے تھے وہاں اونکی عزت اور توقیر نہ ہوتی تھی۔ اور وہ بدعت  
 ہو کر واپس آتے تھے۔ البتہ اہل کوفہ اور اہل بصرہ و اہل مصر اور بعض دیگر مقامات  
 جو اطراف حجاز میں واقع تھے۔ امیر المومنین کے فرمانبردار تھے۔ امیر المومنین  
 علی رضی اللہ عنہ نے جب یہ حال دیکھا تو معلوم ہوا کہ التیش فتنہ و فساد ضرور مشعل ہوگی  
 لہذا اپنے دوستوں سے کہا کہ مجھے اس کام کی ابتداء میں جو کچھ اندیشہ تھا آخر کو  
 وہی ظاہر ہوا۔ کہ مفسدون اور اڈو باشوں نے دت و راری شروع کی اور میری  
 اطاعت چھوڑ کر عداوت اور مخالفت پر آمادہ ہو گئے۔ اور فتنہ کی مثال آگ کی مانند  
 ہے کہ جب شعلہ بلند ہو کر حسب قدر زیادہ مشتعل ہوتا جاتا ہے اتنی ہی آگ کی توت  
 بڑھتی جاتی ہے۔ اور میں اپنے وسعت اسکان تک اس آگ کے بجھانے  
 میں کوشش کروں گا اور بلطف و خوبی اس معاملہ میں پیش آؤں گا۔ اگر مطلب حاصل  
 ہوا تو بہتر ہے کہ یہ لوگ راستی میری اطاعت قبول کر لیں ورنہ ان مفسدوں کے  
 ساتھ یمن میں لڑوں گا۔ ایک رات امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ سراسے تکیہ سے باہر  
 چلے آتے تھے کہ اسی حالت میں بنی نبی ختم ابو موسیٰ انکی دروازہ پر پہنچا کر سنا  
 کہ کوئی دت بجا سجا کر ایک شخصہ گارہا ہے جسکا مضمون یہ ہے۔ کہ ظلم اور سیر  
 قتل امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ میں کوشش کر چکے ہیں۔ اور اس فساد کی

حوالہ المومنین

میں تیش

آگ بھی چھپی لوگ بھر گارہے ہیں۔ اگر چہ آج انھوں نے علی ابن ابیطالب  
 بیعت کی ہے لیکن اس بیعت کی کچھ بھی اصل نہیں ہے۔ کیونکہ آئندہ کو یہ  
 دونوں اسے مخالفت کرینگے ظاہر میں تو اوٹے دوست بنے ہیں لیکن  
 بطون ایک دوسرے سے دشمنی سے خالی نہیں ہے۔ یہ سنکر امیر المومنین علی رضی  
 اللہ عنہ غیب کے دروازہ پر کھڑے ہو گئے۔ اور جو تمام اشعار و کتب گائی  
 جاتے تھے اول سے آخر تک سنکر بہت تعجب کیا۔ اور وہاں سے واپس آئے۔  
 تمام رات ان اشعار پر اندیشہ کرتے رہے جب صبح ہوئی۔ تو مسجد میں جا کر مساز  
 بھی پڑھی۔ اور ان شعر و کافہ اسنے دوستوں سے بیان کیا۔ انھوں نے  
 جواب دیا کہ امیر المومنین کو خاطر جمع رکھنا چاہئے۔ اس لئے کہ خداوند تعالیٰ  
 تمھیں بانی اور رعایا سے اس شخص کی نسبت ہے کہ جو راست گفتاری پر قائم  
 رہے اور قواعد عہد پیمان میں مخالفت کو راہ نہ دے۔ اور اس شخص سے اللہ  
 پھر اس سے جسکا عہد پیمان مضبوط ہو اور جسکے قول و فعل پر عقلمند و کوا اعتماد  
 ہووے۔ وہ ہر سے دن ظلم و ستم پر امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے  
 اور کہا کہ ہمارا ارادہ واسطے ادا تے عمرہ کے مکہ جاسے گا ہے۔ لہذا ہم  
 امیر المومنین سے اجازت لینے اور رخصت ہونے آتے ہیں۔ امیر المومنین علی  
 رضی اللہ عنہ نے اسے کہا کہ تم بسبب آدا تے عمرہ کے مکہ نہیں جاسے ہو بلکہ  
 میں خوب جانتا ہوں کہ جو کچھ تمہارا ہے، دونوں خیالات ہیں۔ ایک کام کے شروع  
 میں میں تھے نہ کہتا تھا کہ مجھے خلافت کی طرف رغبت نہیں ہے۔ اور میں تھے  
 خود بیعت کرنے کو آمادہ تھا کہ تھے آپ ہی قبول نہ کیا۔ اور تمہیں کہا میں کہ ہم آپ کی  
 موافقت کرینگے۔ مخالفت کے گرد ہر گز نہ جائینگے۔ اور آپ کے عہد پیمان پر  
 ثابت قدم رہینگے۔ افسوس کہ یہ سب قول و شرار بھول بھال کر دوسری چیز

حضرت علی رضی اللہ عنہ  
 سے بیعت کرنے والے  
 لوگوں کی تعداد

کرتے ہو اور کہتے ہو کہ ہم مکہ کو جاتے ہیں۔ یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ تمہارے لئے ایک  
 حال خوب جانتا ہے اور تمہارے اس اہلن کی کیفیت خوب سمجھتا ہے۔ خیر جہان چاہو  
 جاؤ۔ پہلے سنا کر حکم وزیر۔ سر عید کاٹے بیٹھے رہے۔ اور کوئی جواب نہ دیا۔ اور امیر المومنین  
 کے پاس سے مکہ کی جانب روانہ ہوئے اور عبداللہ بن عامر بھی کہ مامون بن ابی ہاشم  
 امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ کا تھا ہمراہی اس کے چلا۔ اور ان سے کہنے لگا  
 کہ تم نے نہایت ہی خوب کیا کہ مدینہ سے باہر چلے آئے۔ واللہ کو تو ہزار ہر  
 شمشیر تہماری مدد کے لئے ہیں فراہم کر دو گا۔ القصہ جب یہ سب کہ میں پوچھنے  
 تو عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بھی معہ ایک جماعت نبی امیہ کے وہاں موجود تھیں  
 جب سنا کہ حکم وزیر عبداللہ بن عامر بھی پوچھ گئے ہیں۔ تو بہت ہی خوش ہوئیں  
 اور ان سب کے وہاں پوچھنے پر نہایت ہی مسرت ظاہر کی۔ اور قصد مخالفت امیر  
 المومنین عثمان رضی اللہ عنہ کا جو دل میں تھا محکم کیا اور نبی امیہ بھی اس مخالفت کی سبب  
 جمع ہو گئے اور نہایت ہی خوشی اور بشاشت اور کھواہل ہوئی۔ اور عائشہ رضی اللہ  
 عنہا کے پاس حاضر ہو کر امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ کے خوگی طلب کرنے میں انکو  
 ترغیب دینے لگے۔ عبداللہ بن عمر اس وقت مکہ میں تھے حکم وزیر نے اور ان سے  
 ہلکا ہوا کہ عائشہ خوں عثمان کے طلب کرنے میں تمام تر خواہش رکھتی ہیں۔ بلکہ ہماری  
 ہمراہ بصرہ میں آنے کا ارادہ ہے۔ لہذا تمکو بھی آنا چاہیے۔ کہ خلافت کے لئے سب  
 و گون سے تم ہی زیادہ مستعد اور جہتدہ ممکن ہو گا۔ تمہاری رعایت اور جانب  
 داری میں ہلوگ کوشش کریں گے۔ اور ہر طرح خلافت کو تمہارا حق تصور کریں گے۔ لہذا  
 آئیو چاہئے کہ ہمارے ساتھ موافقت کرو۔ اور وہ حکم کہ جوابتہ بیعت عثمان و بیعت  
 علی بن ابی طالب کے تھے خیال میں نہ لاؤ۔ بلکہ اور مامون بن حجاج ہم کہہ رہے ہیں۔  
 کہ رو تامل کرو اور یقین پاؤ کہ یہ قصہ حجاج ہلوگ کو نکالنے میں خاص واسطے صلاح کا ہے

است محمد علیہ السلام کے ہے۔ اور عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حرمت اور  
 بزرگی کا حال ظاہر ہے۔ اس کام میں ہمارے ساتھ موافق ہیں۔ بلکہ وہ مسلمانوں کی  
 صلاح کا اس میں جانتے ہیں۔ لہذا ہم یقین کرتے ہیں کہ جو کچھ عائشہ فرماویں  
 تم اور سپر اعتراض نہ کرو گے اور نہ ادنیٰ مصلحت سے تم کو عدول کرنا لازم ہے۔ عبداللہ  
 بن عمر نے جواب دیا کہ اے حضرات آپ چاہتے ہیں کہ مجھ کو اس طرح فریب دین  
 جیسے کہ خرگوش کو دھوکا دیکر اس کے سوراخ سے باہر لائے ہیں۔ اس طرح آپ لوگ مجھ  
 میرے گھر سے نکال کر عبداللہ کے شہر کے سوختہ میں یعنی علی ابن ابیطالب کے سامنے  
 ڈالا جا رہے ہیں۔ تو خوب سمجھ لیجئے کہ آپ لوگوں کی یہ باتیں میرے سامنے نپل  
 نہ سکیں گی اور آپ لوگ کسی طرح مجھ کو ذلیفہ نہ سکیں گے۔ اس لیے کہ آدمی کو مٹو چاندی  
 روپیہ جیسے طرح کے اشیاء دنیاوی سے فریب دیا جاتا ہے حالانکہ میں نے ان چیزوں کو  
 برخاستہ خاطر ہو کر گوشہ گیری اختیار کی ہے۔ اگر مجھ کو اس کام کی خواہش ہوتی تو قبل  
 وفات میرے باپ رضی اللہ عنہ کے جب میرے لیے خلافت تجویز ہوئی تھی اور  
 بغیر کسی سبب و مشقت و مخالفت کے خلافت مجھ کو ملتی تھی۔ تو میں ضرور قبول کر لیتا۔  
 اس وقت میں نے سب کاموں کو ترک کر کے اپنی مہبت عبادت الہی پر قائم کر لی ہے لہذا  
 مجھ کو اس کام سے معاف رکھو۔ بلکہ کسی دوست شخص کو اسکے لیے تجویز کر دے لیجئے  
 کہ میں اول لوگوں میں سے نہیں ہوں جو تمھارے کرپہ ذلیفہ ہو جاؤں۔ جب لوگوں  
 نے یہ بات عبداللہ بن عمر کی سنی سمجھے کہ ان کے کوہر وہ ذلیفہ نہ ہو گا فوراً اسکے  
 خیال سے باز آئے اور اس سے دست بردار ہوئے۔ اتفاقاً اس وقت یعلیٰ ابن  
 عقبہ جو امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے عامل ولایت بن تھا۔ معہ چار گھوڑوں  
 اونٹ کے چہرہ خزانہ لدا ہوا تھا میرے یہ بتا دیا کہ اس کی اپنے خزانہ  
 نقد میں سے چھ ہجیرہ بھی ترس دو۔ تاکہ جو کام میں درپیش ہیں ان میں صرف کرین

میرے گھر سے نکال کر عبداللہ کے شہر کے سوختہ میں یعنی علی ابن ابیطالب کے سامنے ڈالا جا رہے ہیں۔

میرے گھر سے نکال کر عبداللہ کے شہر کے سوختہ میں یعنی علی ابن ابیطالب کے سامنے ڈالا جا رہے ہیں۔

معاویہ کو بلایا تو وہ نہ آیا۔ غور کرنے کی بات ہے کہ عثمان کے خط صحیح پر معاویہ  
 اوسکے پاس آنے میں کیا مطلب ہے غرض یہ ہے کہ اگر معاویہ مدد عثمان کے  
 لئے چلا آتا تو عثمان پر واقعہ قتل نکلتا۔ اسی مضمون کی بیشین کہ کسی نا آشنا  
 شخص کے ہاتھ مکہ میں صحیدین چنانچہ وہ شخص اوس کا غم کو لایا اور ایک دیوار  
 پر پشت کاہ علامہ وزیر وغیرہ کے سامنے واقعہ تھی چکے سے لٹکا دیا جب  
 علامہ وزیر نے وہ کاغذ دیکھا تو اوسکو لاکر پھا اور سمجھ گئے کہ یہ جیلہ معاویہ ہی کا  
 ہے۔ اور یہ مضمون اسی کی طبعزاد ہیں لہذا قصہ درواگنی شام ہو قوف رکھا۔  
 پس عائشہ رضی اللہ عنہا پاس اُم سلمہ زوجہ مشکوٰۃ حضرت رسالتاب صلی اللہ علیہ  
 وسلم کے جو مکہ میں مقیم تھیں آئیں اور کہا کہ اے اُم سلمہ جو کچھ مصطفیٰ علیہ السلام  
 کے نزدیک تمہاری آبرو تھی معلوم ہے۔ اور تم ازواج مصطفیٰ علیہ السلام میں  
 بزرگ تر ہو بائیں اعتبار کہ اولاً جس عورت نے ہمراہ رسول خدا کے ہجرت کی ہے  
 وہ تمہیں ہمیں اور جو صفحہ و کائنات مصطفیٰ علیہ السلام کے واسطے لائے تھے وہ  
 بائیں اشارت رسول خدا تمہارے گھر میں آتے تھے۔ بلکہ اونہیں سے ہم لوگوں کے  
 حقے بھی تمہاری ہی گھر سے تقسیم ہوتے تھے۔ اب تم کو خوب روشن ہے کہ کمال فہم  
 نے امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ کے حق میں جو کچھ سختی اور ظلم کیا ہے۔ اور میں  
 جماعت مخالفین کے اس ظلم پر بائیں سبب ناراض ہوں کہ جب عثمان سے انہوں نے  
 توبہ کرنا چاہا۔ تو اوس نے توبہ کی۔ اور جن امور کو وہ لوگ اپنے خلاف  
 سمجھتے تھے ان کے اُسنے بھی انکار کیا۔ اور قسم ہے اوس خدا کی جسکی طرف ان لوگوں کی  
 بارگشت ہے۔ کہ اس جماعت نے تب بھی عثمان کی بات کو باور نہ کیا اور اوسکو  
 قتل کر ڈالا۔ اور عبداللہ ابن عامر یوں کہتا ہے کہ بصرہ میں قریب ۱۰۰۰ ہزار شمشیر  
 زنگی عثمان کا بدلہ لینے کے واسطے جمع ہوتے ہیں۔ چکو یہ اندیشہ ہے کہ ہمیں مومنین

یہ سب کچھ  
 صحیح ہے

نوبت کشتن کی نہ آجادے لہذا میرا ارادہ ہے کہ اونکی اصلاح کے لیے اودہر جاؤں  
 پس تمکو بھی میرے ساتھ موافقت کرنا چاہیے اور میرے ہمراہ اوس طرف چلنا لازم  
 ہے تاکہ بددایزدی اس کام کی اصلاح ہمارے ہاتھ سے ہو جاوے اُم سلمہ  
 نے کہا کہ اسے دختر ابو بکر چھو کہ اس بات میں تعجب ہے کہ تم اب خون عثمان طلب  
 کر رہی ہو کیا تم خود لوگوں کو قتل عثمان پر ترغیب نہیں دیتی تھیں اور تم عثمان کو ہڈھا  
 ساجر جگر خوار نہیں کرتی تھیں بعد اُنکو طلب خون عثمان سے کیا واسطہ ہے اسلئے  
 کہ عثمان خاندان بنی سنان میں سے ہے اور تم خاندان بنی شیم بن قمرہ میں سے ہو  
 تم دونوں میں کسی قسم کی قرابت نہیں ہے۔ اور حیات عثمان بن دریمان تھا  
 اور عثمان کے مینے کوئی شکل موافقت بھی نہیں دیکھی۔ پھر یہ کیسی زبردستی ہے  
 جس پر تم نے قدم رکھا ہے اور علی ابن ابیطالب کے ساتھ کہ چنانچہ بھائی رسول خدا  
 صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں قصد جنگ کر رہی ہو۔ اور اونکی خلافت تمکو  
 پسند نہیں ہے۔ حالانکہ سب مہاجر و انصار اداں سے بیعت کر چکے اور اونکی  
 خلافت اور امامت پر اتفاق ہو چکے ہیں۔ اور باوجودیکہ جو فضیلت اور بزرگی علی  
 ابن ابیطالب کو حاصل ہے۔ وہ تمہیں بہت ہی اچھی طرح معلوم ہے۔ عبد اللہ  
 ابن زبیر جو مکان اُم سلمہ کے دروازہ پر اُم سلمہ کی بیہ گفتگو کھڑا سٹن رہا تھا چلا کر بولا  
 کہ اے اُم سلمہ تو یہ باتیں کب تک کر لگی کیونکہ مہلوگ اپنے حق میں تیری  
 دشمنی کے حالات خوب جانتے ہیں۔ تو نے مہلوگوں کو کبھی اپنا دوست ہی  
 نہیں سمجھا اور نہ آئندہ کبھی سمجھیگی۔ اُم سلمہ نے جواب دیا کہ اے پسر زبیر  
 کیا تو یہ جانتا ہے کہ مہاجر و انصار و شہداء صحابہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم  
 علی بن ابیطالب کو جو مسلمانوں کا والی ہے چھوڑ کر تیرے باپ سے بیعت کریں حالانکہ  
 تجکو اور تیرے باپکو خوب معلوم رہے کہ مہلوگ ناحق اپنے کو اس فتنے میں لائے ہو

ابن ابیطالب

ابن زبیر

ابن زبیر



خوب یقین رکھو کہ اس شور و غوغا سے تمہارا کوئی مطلب نہ نکلیگا۔ عبدالعزیز میر نے کہا کہ ہنسنے مصطفیٰ علیہ السلام سے یہ کلمہ نہ گزرنہیں سنا کہ علی بو طالب سلما روکا والی ہے۔ ام سلمہ نے کہا کہ تو نے نہیں سنا تو کیا ہوا تیری خالہ صاحبہ نے تو سنا ہے جو یہاں موجود ہیں۔ اور میں انھیں کے منہ پر یہ باتیں کہہ رہی ہوں۔ اُن سے تو پوچھو تاکہ وہ تجکو بتا دیں کہ رسول خدا صلی اللہ وسلم نے علی کے حق میں فرمایا ہے کہ علی میرا خلیفہ ہے میری حالت زندگی میں میرے مرنے کے بعد بھی۔ یہ کہہ کر ام سلمہ نے کہا کہ اسے عائشہ کہتے ہیں یا نہیں صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہیں اور تم ان کی صداقت پر گواہی دو گی یا نہیں عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ سچ ہے اور اس طرح ہے اور میں نے رسول خدا سے علی بو طالب کے حق میں یہ کلمہ سنا ہے۔ اور میں ان کی صداقت پر گواہی دیتی ہوں ام سلمہ نے کہا کہ اسے عائشہ جبکہ تمکو یہ باتیں معلوم ہیں تو پھر علی کی مخالفت کا ارادہ کیوں کیا ہے۔ اور ان فتنہ بردار آدمیوں کے لیے کیوں زحمت ہوئی ہو۔ خدا سے ڈرو اور جن امور سے کہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمکو خبر دی ہے۔ اور خوف دلایا ہے ان میں پھر غور و اندیشہ کرو اور حائف ہو۔ اور نصیحت جو حضرت مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کی تھی وہ نصیحت یہ ہے کہ اسے عائشہ تو میری اُن بیویوں میں ہرگز نہ ہونا کہ اب خواب کے گتے جسکے اوپر بھونکے اور تجکو طمہ اور برسر کی باتیں کہ وہ کسی پہلو پر تیسے جگہ پیکانے سے باز نہ آئیں گے فریب نہ دین کیونکہ تجکو طمہ اور برسر کی باتوں کے قبول کر لینے میں کوئی نفع نہ ہوگا۔ اسے عائشہ یہ کہات مبارک مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے فراموش نہ کرو اور اس وقت کو جبکہ اُن حضرت نے تمکو یہ نصیحت فرمائی تھی یاد رکھو کہ اندیشہ کرو عائشہ رضی اللہ عنہا نے

عبدالعزیز میر نے  
کہا کہ ہنسنے مصطفیٰ علیہ  
السلام سے یہ کلمہ نہ  
گزرنہیں سنا کہ علی بو  
طالب سلما روکا والی  
ہے۔ ام سلمہ نے کہا کہ  
تو نے نہیں سنا تو کیا  
ہوا تیری خالہ صاحبہ  
نے تو سنا ہے جو یہاں  
موجود ہیں۔ اور میں  
انھیں کے منہ پر یہ  
باتیں کہہ رہی ہوں۔  
اُن سے تو پوچھو تاکہ  
وہ تجکو بتا دیں کہ  
رسول خدا صلی اللہ  
وسلم نے علی کے حق  
میں فرمایا ہے کہ علی  
میرا خلیفہ ہے میری  
حالت زندگی میں میرے  
مرنے کے بعد بھی۔ یہ  
کہہ کر ام سلمہ نے کہا  
کہ اسے عائشہ کہتے  
ہیں یا نہیں صلی اللہ  
علیہ وسلم سے سنی ہیں  
اور تم ان کی صداقت  
پر گواہی دو گی یا  
نہیں عائشہ رضی اللہ  
عنہا نے کہا کہ سچ ہے  
اور اس طرح ہے اور  
میں نے رسول خدا سے  
علی بو طالب کے حق  
میں یہ کلمہ سنا ہے۔  
اور میں ان کی صداقت  
پر گواہی دیتی ہوں  
ام سلمہ نے کہا کہ  
اسے عائشہ جبکہ  
تمکو یہ باتیں معلوم  
ہیں تو پھر علی کی  
مخالفت کا ارادہ  
کیوں کیا ہے۔ اور  
ان فتنہ بردار  
آدمیوں کے لیے  
کیوں زحمت ہوئی  
ہو۔ خدا سے  
ڈرو اور جن امور  
سے کہ مصطفیٰ  
صلی اللہ علیہ  
وسلم نے تمکو  
خبر دی ہے۔ اور  
خوف دلایا ہے  
ان میں پھر غور  
و اندیشہ کرو  
اور حائف ہو۔  
اور نصیحت جو  
حضرت مصطفیٰ  
علیہ الصلوٰۃ  
والسلام نے  
کی تھی وہ  
نصیحت یہ ہے  
کہ اسے عائشہ  
تو میری اُن  
بیویوں میں  
ہرگز نہ ہونا  
کہ اب خواب  
کے گتے جسکے  
اوپر بھونکے  
اور تجکو طمہ  
اور برسر کی  
باتیں کہ وہ  
کسی پہلو پر  
تیسے جگہ  
پیکانے سے  
باز نہ آئیں  
گے فریب نہ  
دین کیونکہ  
تجکو طمہ اور  
برسر کی باتوں  
کے قبول کر  
لینے میں کوئی  
نفع نہ ہوگا۔  
اسے عائشہ  
یہ کہات مبارک  
مصطفیٰ صلی  
اللہ علیہ وسلم  
کے فراموش نہ  
کرو اور اس  
وقت کو جبکہ  
اُن حضرت نے  
تمکو یہ نصیحت  
فرمائی تھی  
یاد رکھو کہ  
اندیشہ کرو  
عائشہ رضی  
اللہ عنہا نے



جب ام سلمہ سے یہ باتیں سنیں تو انکو برا سمجھ دیا۔ اور رنجیدہ ہو کر ام سلمہ کے پاس سے باہر علی امین اور طلحہ اور زبیر و مجمع بنی امیہ کے ہمراہ سہ لشکر مکہ کی طرف سے بصرہ کو روانہ ہوئیں۔ جب یہ لوگ مکہ سے بصرہ کو توجہ ہوئے تو ام سلمہ نے امیر المومنین علی ابن ابیطالب رضی اللہ عنہ کو اس مضمون کا خط لکھا کہ بعد حمد و ثناء علی کو معلوم ہو کہ طلحہ و زبیر مکہ میں فوج جمع کر رہے ہیں۔ اور طلحہ بن عثمان بن راعین لگا رہے ہیں اور موافقت و مصابحت عبداللہ بن عامر بصرہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ ان کا کام آپ کے ہاتھ سے تمام کر دے۔ اور انکو بلار بدین مبتلا کرے اگر یہ بات نہ مانع ہوتی کہ خدا تعالیٰ نے عورتوں کو گھر و گھر سے بارادہ جنگ باہر نکلنے کی ممانعت فرمائی ہے اور چیر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کچھ مبالغہ فرمایا ہے۔ تو میں ام سلمہ بھی بارادہ جنگ باہر نکل آپ کے لشکر کے ہمراہ اوس طرف کو جہان وہ لوگ گئے ہیں ضرور ہی جلتی لیکن میرے نہ جاننے کا عذر ظاہر ہے کہ حکم باری تعالیٰ و ارشاد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف نہیں کر سکتی۔ عمر بن ابی سلمہ کو جو میرا فرزند ہے کہ بسکو مصطفیٰ علیہ السلام بھی دوست رکھتے تھے اب حضور کے پاس اسلئے روانہ کرتی ہوں کہ آپ کی خدمت میں حاضر رہے۔ اور جس مہم پر آپ اشارہ فرمادیں قیام کرے۔ یہ عمر بن ابی سلمہ بہت بڑا پرہیزگار اور عالم اور عاقل شخص تھا۔ امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کو عمر بن ابی سلمہ کی صحبت پسند آئی اور ام سلمہ کا خط بڑھکر انکی بڑی تعریفیں فرمائیں اور جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی ام سلمہ کے مضمون خط پر بڑی تعریفیں کیں اور انکی بلکھتی و پارسانی و صلاحیت و سلامت روی اور عقلندی اور دیانت داری کی توصیفات کرنے لگے حارث بن عقیل ام الفضل نے امیر المومنین علی رضی اللہ

امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ

امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ

عندہ کو اس مضمون کا خط لکھا کہ بعد حمد و نعت امیر المومنین علی کو داخل ہو کر فرمایا  
 وعائشہ نے آپ کی مخالفت کا ارادہ کر لیا ہے اور لوگوں کو آپ کے ساتھ جگت  
 جدال پر رغبت دی ہے۔ اور مشہور کر رکھا ہے کہ خون عثمان طلب کرتے ہیں۔  
 اور جو لوگ جمع کئے ہیں ان کے ہمراہ بصرہ کی طرف روانہ ہو گئے اور سوائے اور  
 شخص کے جس کا دل شک اور منافقت سے خالی نہ ہو کوئی اور اونکا موافق نہیں  
 لہذا وہ وقت بہت جلد آگیا کہ نصرت و فتح آپ ہی کو اپنا منہ دکھلائیگی راستہ میں  
 یہ خط ایک مرد کو جس کا نام طف تھا اور قوم جنی میں سے عاقل اور خوش  
 بیان تھا معہ اوں یار زر نقد کے دیکر فرمایا کہ ابھی تو اس قدر تیری رعایت میں  
 کی ہے مگر اس کام کے انجام کیے بعد میں تجھ پر اور بھی احسانات کرونگی تو ایسی  
 کچھ کوشش کر کہ نہایت ہی جلد خدمت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ میں پہنچ جا  
 اور یہ خط اوں کو پہنچا دے۔ جنی مذکور فوراً روانہ ہوا اور سفر طے ہونے میں  
 نہایت تعجل و سرعت کرتا تھا حتیٰ کہ مدینہ میں آکر مجمع یاران امیر المومنین علی رضی  
 اللہ عنہ میں پہنچا۔ جب ان لوگوں نے اُس کو دیکھا تو پوچھا کہ تو کہاں سے آیا  
 ہے اور کیا لایا ہے۔ جنی نے اپنے حالات اور واقعات بیان کئے اور جو  
 نوشتہ کہ لایا تھا امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچایا۔ جب امیر المومنین  
 نے وہ خط پڑھا تو محمد بن ابی بکر کو بلایا اور فرمایا کہ تو نے کچھ سنا ہے۔ کہتی  
 ہیں عائشہ نے کیا ارادہ کیا ہے اور کس خیال کو اپنے دل میں جگہ دی ہے پہلے  
 تو اس گھر سے جہنم رہنے کے لئے خدا تعالیٰ اُسکو حکم دیکھا ہے باہر نکلی۔  
 دوسرے ظلم اور زہر کو میرے ساتھ مخالفت کر کے کی ترغیب دلائی اور یہ ہے  
 آدمی جمع کر کے میرے ساتھ لڑائی اور نزاع کرنے کے ارادہ پر بصرہ کی طرف  
 روانہ ہوئی ہے۔ محمد بن ابی بکر نے جب یہ سنا تو کہا کہ اے امیر المومنین صبر

یہ خط امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کو پہنچا دیا گیا

صبر

آسان ہے اس لیے کہ خدا سے غرور جل آپکا مددگار رہے۔ وہ آپکو عاجز نہ کرے گا بلکہ ضرور  
 فتح دیگا۔ سب مسلمان آپ اپنی کی خدمت اور موافقت میں ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ  
 اس معاملہ کا انجام آپ ہی کے حسب وخواہ ہوگا۔ امیر المومنین نے فرمایا کہ  
 سب لوگ مسجد میں بلوائے جاوین جب سب کے سب حاضر ہوئے تو فرمایا  
 کہ اسے حاضرین خدا تعالیٰ نے پہلوگوں کے لیے ایک سچا پیغمبر بھیجا ہے۔ اور ایک  
 ایسی کتاب عطا فرمائی ہے کہ جو حق کو باطل سے جدا کرے۔ اور موافق کتاب  
 رب العالمین اور خبر ہمارے سید المرسلین کے رفتار کرنا بلکہ بدعت و شبہ میں مبتلا  
 ہو جانا موجب ہلاکت کا ہے۔ اور خدا عزوجل کے ادا امر و نواہی کی حفاظت کرنا  
 اور حکم رسول کی تعمیل کا لحاظ رکھنا باعث نجات ہے۔ لہذا واجب ہے کہ اسی امر کو  
 طاعات سے حاصل کرو کہ ہمارے حق میں تمام دنیا و دین کی بے لانی تعمیل حکم  
 و تابعداری حاکم سے حاصل ہوگی تمکو معلوم ہو کہ طلحہ وزیر میری خلافت و امامت  
 سے خوش نہیں ہے۔ اور خدا اور لشکر کے لئے اُنکو میرے ساتھ نزاع و دشمنی پر آمادہ  
 کیا ہے۔ اور انھوں نے ایک جمعیت قائم کی ہے۔ اور کہہ رہے ہیں کہ ہمارے  
 گئے ہیں۔ لہذا میرا یہ ارادہ ہے کہ میں او دہر جا کر اُنکے معاملات کی دستی میں  
 کوشش کروں اگر یہ میری اطاعت نہ کریں اور جنگ و جدل سے پیش آئیں تو میں  
 بھی اُن سے لڑائی کروں گا۔ تا وقتکہ اللہ تعالیٰ ہمارے اور اُنکے بیچ میں فیصلہ  
 نہ کر دیوے کہ وہ نیک حاکمون میں سے ہے یا نیکو لازم ہے کہ آمادہ ہو جاؤ اور لو آؤ  
 جنگ جیسا کرو۔ جب حاضرین مجمع نے امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ سے یہ تقریریں  
 سنیں تو آپ کے حکم کو خوشی خاطر قبول کیا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا جب اپنی جماعت  
 کے ساتھ مکہ سے روانہ ہوئیں تو سب سے آگے آگے چلتی تھیں۔ ایک صبح جب  
 ہقام آپ کو پہنچا تو وہاں کے گھٹنوں نے بھوکناشہ دے دی۔ عائشہ نے

امیر المومنین  
 علی رضی اللہ عنہ

امیر المومنین  
 علی رضی اللہ عنہ

شکر پوچھا کہ یہ کون آپ ہے اور اسکا نام کیا ہے۔ لوگوں نے بیان کیا  
 کہ اس کو آپ جو آپ کہتے ہیں عائشہ نے فرمایا کہ واپس چلو واپس چلو  
 یہ کلمہ دو بار سنانے کے لئے کہا اور پھر یہیون نے پوچھا کہ واپس چلنے کا کیا  
 سبب ہے جو آپ فرماتے ہیں کہا اس سبب سے کہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ  
 وسلم سے میں نے سنا ہے۔ کہ فرماتے تھے کہ ایک عورت میری ازواج میں سے  
 ایسے آپ پر پوچھ گی کہ جس کا نام آپ جواب ہے اور اس مقام کے کئے اسکی  
 اور پر شور کرینگے اسے تمہیں یعنی اسے عائشہ نوادون عورتوں میں سے ہرگز نہ ہونا۔  
 پس اب میں کی طرح تمہارے ساتھ موافقت نہ دنگی اور اسی جگہ سے واپس  
 جاؤنگی۔ ان لوگوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو تسلی دی اور وہیں خیمے کیے جب  
 آفتاب نکلا تب عبد اللہ ابن ربیع پوچھا۔ لوگوں نے عائشہ کا غم بیان کیا۔ عبد اللہ  
 ربیع براہ حیلہ اسی موضع کے آہ آدیو نکولے آیا۔ اور سمجھوں نے گواہی دیدی  
 کہ یہ آپ جو آپ نہیں ہے۔ بلکہ یہ سب لوگ مقام آپ جواب سے راکھی وقت  
 گذر چکے ہیں معرض پابندی شریعت پر پردہ ڈال کر پہلے جھوٹی گواہی جو فرقہ اسلام میں  
 دیکھتی وہ یہی تھی جب آہ مرد مسلمان اس امر پر گواہی دیکھے۔ تو عائشہ رضی اللہ عنہا کو  
 اعتبار ہوا اور ان لوگوں کے ساتھ روانہ ہوئیں۔ جب یہ سب لوگ بصرہ کے  
 نزدیک پہونچے تو عثمان ابن حنیف امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے  
 حاکم بصرہ تھا وہ جمعیت شیعیان امیر المومنین کے جو بصرہ میں موجود تھے  
 بارادہ جنگ اون لوگوں کے باہر آیا مگر اپنے دل میں یہ خیال کر کے کہ شاید  
 امیر المومنین حکم جنگ مذہب میں توقف کیا۔ اتنے میں کچھ لوگوں نے دریا میں  
 پڑ کر دونوں جانب نصیحت کی اور اس شرط سے صلح کرادی کہ دارا مارہ عثمان بن  
 حنیف کے قبضہ میں رہے اور مال پر بھی بدستور وہ اپنا تصرف رکھے اور قتل نہ

یہ سب لوگ  
 جو آپ سے  
 راکھی وقت  
 گذر چکے  
 ہیں

تاریخ  
عربی  
تاریخ

امیر المومنین وہاں پہونچ کر یہ امر طے فرما دیوں کہ اب کیا ہونا چاہئے غرض  
وہ دونوں جانب اس قرار پر رضا مندی ہو گئی بلکہ یہ امور لکھہ پڑھکر اپنا اپنا قرار  
ایک نے دوسرے کو دیدیا۔ صلح و زیور و عایشہ مقام حزیۃ میں اوتھر کر جب کام  
تصد کر رہے تھے اوسمیں فکر کرنے لگے اور کسی کو بھیکر آنحضرت بن قیس کو بلایا۔  
جب وہ حاضر ہوا تو اوس سے کہا کہ ہم خون امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ کو  
طلب کرنے کا ارادہ کر رہے ہیں۔ اسلئے کہ ہم کو معلوم ہے کہ اوسکو باطلہ  
قتل کیا ہے۔ لہذا ہم چاہتے ہیں کہ تمہارے ساتھ رہ کر ہماری مدد و معاونت  
کر آنحضرت نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ اے ام المومنین اگرچہ آگے زبانہ  
سوائے صدق و ثواب کے کوئی اور کلمہ جاری نہیں ہو سکتا لیکن میں آپکو  
اوس فدا کی قسم دیتا ہوں جو امور غیب کا جاننے والا اور معالجات مخفی سے  
آگاہ ہے کہ جو بات میں آپ سے دریافت کرنا چاہتا ہوں وہ بات جس طرح  
کہ آپ کہہ چکے اور فرما چکے ہو اوسے طرح بیان فرماؤ عائشہ نے کہا وہ کیا  
بات ہے آنحضرت نے کہا کہ جسدن امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ کو بلو اتیوں  
نے گھر میں گھسکر باوجود تلاش کے نہ پایا اور پھر اوسے گھیرے رہے۔ اور فکر  
قتل پر ارادہ تمہیں کر چکے تھے۔ تو میں نے آپ سے پوچھا تھا کہ اگر یہ لگتا ہو  
قتل ڈالین تو پھر ہم کس شخص کے ساتھ بیعت کریں تو آپ نے یہ فرمایا  
تھا کہ علی ابن ابیطالب ہی بیعت کرنا یہی تمہیں صحیح ہے یا نہیں عائشہ نے  
کہا کہ صحیح ہے۔ اے آنحضرت میں نے تجھے بلا شک یوں ہی کہا تھا۔ مگر آج وہ حال  
پیدا ہوئے ہیں جسے ہکو بہ نسبت تیرے زیادہ آگاہی ہے آنحضرت نے جواب دیا کہ میں  
یہ کچھ نہیں سمجھتا۔ مگر میں علی ابن ابیطالب سے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بھائی  
اور اوسکے چچا کے فرزند اور اوسکے داماد ہیں ہرگز لڑائی نہ کروں گا۔ علی مخلصوں سے

وقت پر جبکہ سب مہاجر و انصار و صحابہ کبار و جملہ سردارانِ گروہ نے اُن سے  
 بیعت کر لی ہے۔ اور اُنکی خلافت اور امامت پر اتفاق کر چکے ہیں احنف یہم  
 کہہ کر اُنکے پاس سے فوراً اُدھکڑا ہوا اور باہر چلا آیا۔ اور اپنی قوم بنی تمیم کو بلوایا  
 تو ہم ہزار آدمی اُسکے پاس جمع ہو گئے۔ احنف نے اُس لشکر کے ساتھ  
 کوچ کیا اور اُن لوگوں سے دو کوس کے فاصلے پر اپنی شکرگاہ مقرر کی۔ اُسکے  
 بعد طلحہ و زبیر نے کہ عثمان ابن حنف عامل امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ سے  
 صلح کر لی تھی اور یہی اترا رہ کر چکے تھے کہ اُسکے ساتھ کوئی حرکت کر نیگے باہم یہ  
 مشورہ کیا کہ اب عثمان کو گرفتار کر کے مع شیعانِ امیر المومنین علی کے جو ہمراہ  
 عثمان کے ہیں قتل کرین غرض یہ قصدِ مصمم کر کے رات کے وقت عثمان ابن  
 حنف اور اُسکے ہمراہیوں کو گرفتار کر لیا اور سب شیعانِ امیر المومنین علی رضی اللہ  
 عنہ و عنہم اجمعین کو قتل کر ڈالا۔ اور چاہا کہ عثمان کو بھی قتل کرین چنانچہ ایک شخص  
 اومین کہنے لگا کہ عثمان ابن حنف ایک مردِ انصار ہیں سے ہے۔ اور اُسکے  
 عزیز و اقارب بہت کثرت سے ہیں اگر تم اُسکو بھی قتل کر دو گے تو اُسکے عزیز  
 و اقارب گز خاموش نہ رہیں گے۔ بلکہ تمہارے ساتھ جنگ و جدال ضرور کریں گے۔ اور  
 اُس جنگ سے بہت بڑے بڑے خلل پیدا ہوں گے۔ یہ سن کر تو اُسکا قتل  
 کرنا تو موقوف رکھا۔ مگر اُسکے منہ پر سے ڈار ہی اور بوجھون اور پلکوں تک کے  
 بال اُدھکڑا ڈالے۔ اور اُسکے سر کے بال بندھا کر بڑی ذلت و خواری کیساتھ  
 اُسکو رہا کیا عائشہ رضی اللہ عنہا نے عبداللہ ابن زبیر اور محمد ابن طلحہ کو پیشِ ناز کیا  
 حکم دیا۔ اسطرح کہ ایک دن محمد اور ایک ذر عبداللہ امامت کرتا تھا۔ اور امیر المومنین  
 علی رضی اللہ عنہ نے بھی فوج آراستہ کی اور اپنے لشکر کے ساتھ کوچ کر کے مدینہ منورہ  
 زبیدہ بن خیمہ زن ہوئے تھے کہ طلحہ و زبیر کے بصرہ میں داخل ہوئے گا حال

محمد بن حنف

عائشہ رضی اللہ عنہا

ایجاوین۔ کیونکہ امیر المومنین کو اسباب کا خیال ہے کہ جس جماعت نے اُن سے  
 مخالفت کر کے آتش فتنہ و فساد مشتعل کی ہے اس سے اُن کی گردانی کریں زید بن ابیہان  
 العبدی کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ اسے اہل کو ذمہ سبب یہ ہے کہ حکم امیر المومنین  
 علی رضی اللہ عنہ کی تعمیل کرو۔ اور انہیں جس کے صلاح پر چلو۔ تاکہ راہ راست میں  
 آوے۔ بعد اوسکے عمار یا سرسے کھڑے ہو کر کہا۔ کہ اسے حاضرین یہہ تو ضرور  
 ہے کہ اس کام کا کوئی انجام دینے والا ہوئے اور بشیر کسی ایسے حاکم قوی حال  
 کے جو ظالموں کے ظلم کو دور کرے۔ اور مظلوموں کی دست گیری کرے۔ یہ کام  
 چھوڑ نہ دیا جائیگا۔ اور میں جانتا ہوں کہ کوئی شخص اس کام کے لیے عملی  
 ابوطالب سے جو چاراد بھائی اور وہی مصطفیٰ علیہ السلام کے بن بہتر نہیں ہے  
 ۔ انہوں نے مجھ کو اور اپنے فرزند حسن کو تمہارے ہلانے کے واسطے بھیجا ہے  
 سبب یہ ہے کہ ایک گروہ نے اُن سے مخالفت کر کے اپنا ایک مجمع قائم  
 کیا ہے اسوقت علی ابوطالب کے چاراد بھائی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں  
 اور نیز عائشہ کہ حرم اوس جناب کی ہیں اور طلحہ و زبیر بھی بصرہ میں جمع ہوئے ہیں  
 تم سب کو وہاں آنا چاہیے اور دیکھنا چاہیے کہ حق کسکے جانب ہے پس جسکی  
 جانب حق دیکھو اوسکی تابعداری کرو۔ بعد ازاں امیر المومنین حسن ابن علی  
 رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر کہا کہ اسے قوم یہہ تو بہت ہی جلد ہو جائیگا کہ سب  
 لوگ ایک شخص پر اتفاق کر کے سمیت کر بیٹھیں۔ لہذا ہم تم کو بلا تے ہیں تمکو قبول  
 کرنا چاہیے اور اس حادثہ میں جو پیدا ہوا ہے۔ ہماری مدد کرنا لازم ہے۔  
 خدا کی قسم ہے کہ جو اس حادثہ میں ہماری تابعداری کریگا خوش نصیب ہوگا اور  
 دونوں جہان کی سعادت پائیگا۔ ہشتم بن مجہم العامری کھڑا ہو کر کہنے لگا کہ  
 اسے حاضرین امیر المومنین نے تمکو بلا یا ہے۔ اور اپنے فرزند کو ہمارے



بلا نے کے لیے بھیجا ہے۔ ہم سب کو اسکی بات سُننا چاہیے اور اسکی خدمت میں  
 دوڑنا لازم ہے۔ تاکہ جو کچھ مناسب اور مصلحت ہو عرض کریں۔ القصہ کو سنے کے  
 آدمیوں نے حسن ابن علی اور عمار یا سُر کی بات قبول کی۔ اور ہزارہم مرد جمع ہو گئے۔  
 بعض براہ دریا اور بعض براہ خشکی خدمت امیر المومنین میں چلے۔ جب اُنکی نزدیک  
 پہونچے تو امیر المومنین علی نے اُنکے پیشوائی کے لیے تشریف لاکر مرہبا کہا۔  
 اور اُنکے سردار اور رئیسوں کو اپنے نزدیک بلا کر بٹھلایا۔ اور فرمایا کہ اے اہل  
 کوفہ میں تمہاری شجاعت و مردانگی خوب پہچانتا ہوں۔ اور تمہاری نیک سیرتی اور  
 خصلت اور برکت سے بخوبی واقف ہوں۔ تمہارے ارادوں اور عاقبت اندیشی  
 کی جہانتک شرح کیا ہے وہ اس سے بھی کہیں زیادہ ہیں۔ جو اُریان یاں بادشاہ  
 عجم سے تہنی کہیں اور جو صف آریان بقاء بلہ اُنکے کر کے اُنکو شکست دی اور اُنکو  
 متفرق کیا اور جس طرح اُنکے مال اور ہتھیار اور اسباب اور قیمتی چیزوں کو اپنی قبضہ  
 لائے۔ اور بقا ضاعقل مندی اپنے شہر دن کی بھی حفاظت رکھی ہے دنیا بھر میں  
 شہور ہیں تمہاری یہ عادت حمیرہ نام میں معروف ہے۔ کہ جو کوئی تم سے مدد کا  
 نواہان ہو تم اسکی مدد کرتے ہو۔ پس جھکوا سو قت ایک مہم پیش آئی ہے۔  
 کہ بھائیوں اور دوستوں کی ایک جماعت جن سے مجھے مخالفت و نزاع کا گمان بھی تھا۔  
 سیری دشمنی پر آمادہ ہوئے ہیں۔ اور میری موافقت چھوڑ کے اور بصرہ میں ایک  
 جمعیت کر کے میرے ساتھ لڑنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ پس تمکو موافقت میرے  
 بصرہ میں آنا چاہیے۔ کہ میں اُنکے خیالات دریافت کروں۔ پہلے تو اُنکو میں نصیحت  
 و ملامت کروں گا تاکہ اپنی راہ راست پھر اُنکو ملجاوے۔ اور اگر لڑائی پر آمادہ ہو  
 تو میں بھی کوشش کروں گا۔ اور دیکھوں گا کہ خداے تعالیٰ کیا منظور ہے۔ جب  
 یہ کلمات امیر المومنین نے زبان مبارک سے ارشاد فرمائے۔ تو سب اُمرا

اور سردار ابن شکر کوفہ نے بخوشی درخشاہندی قبول کیا۔ اور خد شکر داری دیا بعد ازاں  
 آمادہ ہو گئے۔ چنانچہ۔ امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نے موضع ذی قار میں اپنے  
 لشکر کا شمار کیا۔ توجہ توہین کہ مدینہ اور مصر اور اطراف حجاز سے آئی تھیں انہیں  
 ہزار ہر مرد تھے۔ اور شکر کوفہ میں ہزار کی جمعیت تھی۔ غرض ہر طرف سے آدمی پہنچتے  
 اور لشکر میں شامل ہوتے جاتے تھے یہاں تک کہ ہزار ہر سوار اور پیادہ موضع ذی قار  
 میں شمار ہوئے۔ امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ اس لشکر کو لینے ہوئے بصرہ کی طرف  
 روانہ ہوئے اور اب تک ہر جانب سے آدمی چلے آتے اور شکر امیر المومنین  
 میں ملتے جاتے تھے۔ جب طلحہ و زبیر نے سنا کہ امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ  
 لشکر جبار لے ہوئے چلے آتے ہیں۔ اور بصرہ سے نزدیک پہنچ گئے ہیں تو  
 انھوں نے بھی سامان جنگ درمست کیا۔ اور اپنا لشکر باہر لے آئے لشکر کا  
 دہنا یا بیان در میان اور ہر اول مرتب کیا۔ طلحہ نے سواران لشکر کی ترتیب  
 و انتظام اپنے تعلق کیا۔ اور عبداللہ بن زبیر نے پیادوں کا اہتمام اپنے  
 ذمہ لیا۔ سوار و زکی بائیں جانب مروان بن حکم کو مقرر کیا۔ پیادوں کے واسطے جانب  
 عبدالرحمن بن عتاب بن اسید کو متعین کیا۔ سوار و زکی بائیں جانب کا ہلال بن  
 وکیع منتظم ہوا۔ پیادوں کی بائیں جانب کا عبدالرحمن بن حارث بن ہاشم ہتھم ہوا۔  
 لشکر سواران کے در میان عبداللہ بن عامر بن کریم تھا ہوا۔ لشکر پیادگان کے در میان  
 حاتم بن بکیر البالی استادہ ہوا۔ ہراوی سواران عمر بن طلحہ نے لی۔ ہراوی لشکر  
 پیادگان محمد اشع بن مسعود اسلمی نے قبول کی۔ غرض لشکر کو اس طرح آراستہ کر کے میان  
 جنگ میں آئے۔ اور صف آرا تیار کرنے لگے۔ جب امیر المومنین علی رضی اللہ  
 عنہ نے طلحہ و زبیر کے آراستہ ہو کر باہر آنے کی خبر سنی۔ تو اپنے سردار ابن شکر  
 و انفسان سپاہ و امرا حجاز و روم و سار کوفہ و مصر کو یوں ارشاد فرمایا کہ وہ لوگ تو

نیز امیر المومنین  
 علی رضی اللہ عنہ

اور شکر امیر المومنین  
 علی رضی اللہ عنہ

اور شکر امیر المومنین  
 علی رضی اللہ عنہ

جو کہ اس کے لئے  
بہت ضروری ہے  
اور اس کے لئے  
بہت ضروری ہے

جو کہ اس کے لئے  
بہت ضروری ہے  
اور اس کے لئے  
بہت ضروری ہے

جو کہ اس کے لئے  
بہت ضروری ہے  
اور اس کے لئے  
بہت ضروری ہے

شکرت اس لئے کہ اس کے لئے بہت ضروری ہے۔ اور اگر کوئی پر آمادہ ہیں اب تمہاری کیا صلاح ہے  
کہ میں بھی اوشے لڑوں انکا بہتر ہے۔ میں چنانچہ سمجھوں سے پہلے رفاقت بن  
شدا و الجلی سے سرنس کڈا کی اسے اسیر المؤمنین ہم سب اسات کو جان چکے ہیں۔  
کہ ہمارے مخالفین باطل یہ در آپ حق پر ہیں اور حق آپ کی جانب ہے۔ راہ  
راست کے آپ مالک ہیں۔ ہم دلی دین پروری آپ کی عادت ہی پس  
اگر یہ لوگ آپ کے ساتھ نرم سے پیش آویں تب آپ بھی اُن سے نرمی و مہربانی  
فرما دیں۔ اور اگر انہوں نے شکرت اس لئے کہ آپ بھی ارشاد فرما دیں  
کہ ہم لوگ بھی انتظام کیے اس لئے کہ اگر شکرت کریں اور یہود بار تعالیٰ ان کو دفع کریں  
اور ناصحت امرکان ہم سب خوشش کریں اسلئے کہ تمام جد جہد جو کچھ کہ ہم لوگ  
کریں گے برحق ہوگا۔ اسیر المؤمنین کو اس معاملہ میں خوش دل بننا چاہیے جب سب  
شکر نزدیک پہنچ گئے تو اصحاب زبیر میں سے ایک مرد نے جسکی کیفیت ابو اللہ  
نہی زبیر سے کہا کہ کوئی امر اس تدبیر سے بہتر نہیں ہے کہ ہم لوگ اس قوم پر  
شیخون ماریں۔ اسلئے کہ شیخون مردانگی اور شجاعت کی علامت سے ہے۔ اور  
ایسی حالتیں کام بھی سبدا تمام کو پہنچیکا۔ زبیر نے جواب دیا کہ بھائی میں کو  
لڑائی میں بہت تجربہ ہو چکا ہے اور ایسی باتیں معلوم ہوتی ہیں جو دوسروں کے  
دل میں گزر بھی نہیں سکتیں اس جنگل میں دونوں شکر جو فراہم ہوئے ہیں مسلمان ہی  
ہیں۔ اور مسلمانوں میں رسم شب خون کی نہیں جاری ہوئی ہے۔ اور مصطفیٰ  
علیہ السلام سے معاملہ شیخون میں کوئی کلمہ ہم نے نہیں سنا اور ہرگز نہیں دیکھا کہ  
کسی جماعت پر شب خون مارنے کا حکم فرمایا ہو علاوہ اسکے علی بوطالب وہ شخص  
نہیں ہے جسکو غافل سمجھا جائے۔ اور امید صلح کی بھی ہے۔ شاید ہلو گوں میں کوئی  
امر قرار پایا جائے اور صلح و مصالحت ظاہر ہو جائے سے مسلمانوں کو خون نہونے پاوی

یہی ہے جو  
میں نے  
میں نے

اسی اشار میں آنحضرت بن قیس اپنے دو کھنڈے لے کر آیا۔ لیکن ہوسے امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا۔ اور کہنے لگا کہ میں ابو اسر، اہل بصرہ میں ہیں افواہ شہور ہو رہا ہے کہ اگر علی ابوطالب ہم پر فتح پانچینے۔ تو ہمارے سر دو ٹکڑے کر کے ہماری عورتوں اور لڑکوں کو نوڈی اور غلام بنائے گا۔ امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ مجھے یہ کام ہرگز نہ ہوگا۔ کیونکہ اہل بصرہ مسلمان ہیں۔ حالانکہ لڑکے باپے کا فروغ کے نوڈی غلام بنائے جاتے ہیں پھر امیر المومنین نے فرمایا کہ ای آنحضرت یہ تو تیرا اس معاملہ میں کیا خیال ہے۔ آیا تجھے موافق ہے یا نہیں۔ آنحضرت نے جواب دیا کہ اے امیر المومنین بیان اللہ بھلا یہ کونسی بات ہے کہ اب تک آپ کو میری دوستی اور خدمتگاری پر شبہ ہے لہذا التماس یہ ہے کہ ان دو کاسونہ سی ایک کام کو جو میں آپ کی خدمت میں انجام کروں اختیار فرمائیے۔ ایک یہ کہ اگر آپ کی خوشی ہو تو جمعیت ہم نافرمان چیدہ و کار آلودہ کے آپ کی خدمت میں دھڑائی میں رہوں۔ دوسرے یہ کہ اگر مرضی مبارک میں آوے تو ہم ہزار مرد شمشیر زن کو آپ کی مقابلہ سے دور کروں۔ امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر تم ہزار مرد شمشیر زن کو دفع کریگا تو میں تجھے زیادہ تر اپنا دوست رکھوں گا۔ آنحضرت نے جواب دیا کہ آپ خاطر جمع رکھیں۔ اشار اللہ میں ایسا ہی کروں گا یہ کہ آپ نے قوم کے پاس واپس گیا۔ اب تلک وزیر نے اپنی فوج کا جائزہ لیا۔ تو ہم ہزار مرد مع سوار و پیادہ شمار ہوئے کہ وہاں سے کوچ کر کے موضع رابوہ میں آئے۔ امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کو ان کے آگے بڑھنے کا حال معلوم ہوا۔ تو آپ کی طرف ہو گئے۔ اور ایک خط لکھا اور فرمایا اور اللہ تعالیٰ کے احسانات کی شرح فرما، اور حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پاک پر درود سلام بھیج کر فرمایا کہ اے خداوندی مجھ کو اپنے بھائیوں اور یاروں سے تین قسم کے کام پیش آئے ہیں۔ کہ جن تینوں کا ان کے حکم قرآن میں موجود و مرقوم ہیں۔

یہی ہے جو

میں نے

یعنی بغاوت و عہد شکنی و مکر۔ بغاوت سے مراد ظلم و حسد ہے یعنی میرے بھائی  
اور دوست مجھ کو نہیں دیکھ سکتے کہ میں خلیفہ رسول خدا ہوں اور عاصد سوائے زوال  
محسوس کے کچھ نہیں چاہتا۔ لہذا انکی خواہش یہ ہے کہ جاہل خلافت جو اللہ تعالیٰ  
نے مجھ کو بنایا ہے جب میرے بدن سے اتار لیوں تب مجھے خوش اور مطمئن ہوں  
مگر اس لباس خلافت کو وہ خود تو کیا اتار سکیں گے عہد شکنی سے مطالب یہ ہے کہ اس  
جماعت سے جس نے مجھے مخالفت اختیار کی۔ اٹھائے اطاعت اور رغبت دلی  
سے میرے ساتھ بیعت کی ہے۔ اور اس بات پر نہایت شدید قسمیں کھاتیں  
کہ ہلوگ آپ کے عہد و پیمان سے کبھی منحرف نہ ہوں گے۔ مگر اسے یہ غرض ہے  
کہ اس قوم نے بعد حسد و عہد شکنی جو کچھ مجھے فریب ظاہر کیا۔ اور میری بددیشی  
شروع کی۔ اور میرے ساتھ طرح طرح کے حیلے پیش لائے۔ اس سے  
بھی انکی یہی غرض ہے کہ کسی تدبیر کے ساتھ مجھے خلافت کو پھیر سکیں۔ خداوند تعالیٰ  
نے قرآن مجید میں ان تینوں فضائل قبیلہ اور عادات نالیندیدہ کا بیان فرمایا  
جسکا ترجمہ یہ ہے۔ کہ بغاوت و عہد شکنی و مکر کا وبال اسی شخص پر اٹھ جاتا ہے  
جو ان افعال کا مرتکب ہو۔ اور جو ان فضائل قبیلہ کو انہی طبیعت میں راہ دینا جائز  
رکھے۔ اور مثل مشہور ہے کہ جو شخص اپنے بھائی کے گرانے کے لیے کنواں  
کھودے گا ضرور ہے کہ اوس میں خود گر پڑے گا۔ اور سب سے زیادہ مشکل یہ بات ہے کہ ہم  
شخص جو دنیا میں چار کاموں پر پیش ہیں وہ میری مخالفت پر آمادہ ہو گئے۔ اور میری  
دشمنی اور عداوت پر اپنی کمر باندھ چکے ہیں۔ ان سب میں پہلا شخص زبیر ابن عوام  
ہے جس سے دلیری و مرکب نشینی میں پڑھکر کوئی سوار نہیں ہے۔ دوسرا شخص  
ظلمہ بن عبداللہ ہے۔ کہ دنیا بھر میں کسی کی آنکھ نے اُس سے زیادہ کوئی ستر  
نہیں دیکھا ہوگا۔ تیسرے عائشہ رضی اللہ عنہا کہ دنیا کے لوگ جس قدر اُس کے فریاد

میں دوسرے کے نہیں چوتھے یعلیٰ بن ثبته کہ اس زمانہ میں جس قدر مال کہ ادا سکے  
 اس جمع ہے دوسرے کو ممکن نہیں ہوا اور جتنا مال و زر پہنچا تو اس اسیلے مانگتے جاتے  
 ہیں کہ میری مخالفت کے واسطے اپنے لشکر پر سچ کرین۔ یہ ادا نہ کیا جاتا ہی  
 اسلئے اذکی مہرت فاسد میں کمی نہیں ہوتی۔ قسم سے اوس خدا کی جسکی صفت کی تائی ہو  
 کہ اگر یعلیٰ بن ثبته پر مجھے دسترس ہوگی تو اوسکے جملہ فرزند ان کو مسلمانوں کا حصہ  
 بنا دوں گا۔ اور اوسکا سب مال بیت المال میں بھیج دوں گا۔ جب امیر المومنین علی رضی اللہ  
 عنہ نے یہ کلمات ارشاد فرمائے تو خیمیت بن ثابت جلدی سے کھڑا ہو کر عرض  
 کرنے لگا کہ جو تقریر علی رضی اللہ عنہ کی زبان مبارک پر اسوقت جاری ہو جی نہایت  
 صحیح اور بالکل حق ہے۔ قسم ہے اوس خدا کی جس نے محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بحالی  
 کے ساتھ ہدایت خلق کے لیے بھیجا۔ کہ اوس جماعت نے بلا شک اپنے  
 ساتھ حسد کیا اور عہد شکنی بھی کی اور بداندیشی بھی کر رہی ہیں لیکن الحمد للہ کہ آپ کی  
 شجاعت زبیر سے بدرجہا زیادہ ہے اور آپ کا علم و عقل طلحہ سے بھرا تب  
 بڑھ کر ہے۔ اور عوام الناس آپ کی فرمانبرداری میں عائشہ سے بدایح افزون  
 تر ہیں رہا مال دنیا تو اوسکے لیے چندان جائے قرار نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ  
 آپ کو طیرہ حلال سے اس قدر مال و زر عطا فرما دے جو یعلیٰ بن ثبته کے مال سے بہت ہی  
 زیادہ ہو۔ اس لیے کہ اوسکا مال تو ظلم سے جمع ہوا ہے ہی سبب ہے کہ وہ فساد  
 جہالت کا قلمہ ہو رہا ہے۔ غرض امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نے اس میدان میں اپنی  
 شکر کا پھر جائزہ لیا تو ۲۰ ہزار و شمار میں آئے چنانچہ اوس جگہ سے کوچ کر کے  
 لشکر عائشہ کے مقابل خیمہ زن ہوئے اور خاندانِ مہر مقابل مصریوں کے اور قوم  
 ربیعہ بمقابلہ قوم ربیعہ کے اور اہل یمن بمقابلہ یمنیوں کے میدان میں آئے۔ امیر  
 المومنین نے یہ مصلحت دیکھی کہ طلحہ زبیر کے نام ایک خط نہجا دے جس میں

حضرت علی رضی اللہ عنہ  
 نے یہ کلمات ارشاد فرمائے

حضرت علی رضی اللہ عنہ  
 نے اس میدان میں اپنی

نظام التعلیم  
کتاب

اونکی عہد شکنی اور مکالمہ سے اونکو اکاٹھ لیا جاوے۔ اور اپنے کو لڑائی سے  
معذور کیا جاوے۔ چنانچہ وہ ات ر قلم لکھوا کر اسکے نام اہمہ دون سے خط تحریر  
سرایا۔ کہ بعد حمد و ثنات لکھو معلوم رہے کہ مجھے آپ ہی خواہش خلافت کی نہ تھی  
میں نے جھگو خلیفہ مقرر کرنا چاہتے تھے۔ اور میں اوس سے انکار کرتا تھا۔ اُسکو  
قبول نہ کرتا تھا۔ تو سب لوگ میری منت کرتے تھے اور مبالغہ کرتے تھے  
غرض جب تک تم دو دنوں نے برضا مندی پہلے مجھے بیعت نہیں کر لی تب تک  
اور لوگوں کو بیعت کرنے کی اجازت نہیں دی۔ جس روز کہ تم نے مجھے بیعت  
کی ہے اوس روز تم پر انکار و اکراہ کا اثر بھی نہ تھا۔ اور نہ ایسی کوئی بات تھی۔ جس سے  
یہ سیرا بد دوستی لکھو بیعت کرنا پڑا ہو۔ اور اوس روز تمہاری کوئی ایسی غصہ بھی  
نہیں تھی جس سے مجبور ہو کر لکھو مجھے بیعت کرنے کی رغبت ہوئی ہو۔ جبکہ یہ  
کوئی اور بھی نہ تھا۔ تو اب میں یہ سن ہوں کہ تم نے دل میں یہ کیا سوچا ہے۔ اور  
میری نزاع و دشمنی پر کیوں آمادہ ہوئے ہو۔ اور مجھے عہد شکنی کیسی جائز رکھی ہے  
اگر تم ان باتوں کو سچ سمجھتے ہو اور یہ جانتے ہو کہ میری جانب سے تمہارے حقوق  
کی رعایت میں کوئی فرق نہیں پڑا ہے۔ تو پھر اندیشہ و تدبیر تم نے میرے حق میں  
کی ہے اب بھی اوس سے باز آؤ۔ اور اگر تم میری باتوں کو خلاف سمجھتے ہو۔ اور کہات  
سے تم نے میرے ساتھ بیعت کی ہے تو یاد رکھو کہ جب تم ظاہر بیعت کر چکے ہو۔ اور  
تمام مسلمانوں کی نظر پر چمکی ہے تو باطن تمہارا ظاہر کے خلاف کیوں نہ ہو تب  
بھی اس بیعت سے یہی مراد ہے کہ تم نے گویا میرے حق فرمانبرداری کو اپنے اوپر  
واجب قرار دیا ہے پس تمنا بیعت کی بعد اگر میں تم سے موافقت کی خواہش کروں  
تو مجھے اس پر کوئی طاقت نہیں کر سکتا۔ لیکن تمہاری اس مخالفت پر کہ بعد  
تمنا بیعت اختیار کر رہے ہو جو کوئی سنیے کا نکلواست کرے گا۔ اس کام کے شروع



میں شجوا سے زبیر کے سردار سواران قریش ہے۔ اور شجوا سے ظلم کہ بزرگ ماجران  
 ہے مجھے بیعت کرنا اسمالت سے زیادہ آسان تر تھا کہ حسب طرح آج میرے ساتھ  
 ہمہ دشمنی اور مخالفت کو راہ دیتے ہو۔ اور تمہارا یہ کہنا اور دعویٰ کرنا کہ عثمان کو اپنی  
 قتل کیا ہے۔ باوجودیکہ تم لوگ خوب جانتے ہو کہ اس تہمت سے میں پاک ہوں۔  
 مجھے نہایت ہی تعجب پیدا کرتا ہے۔ میں برضا و رغبت اجازت دیتا ہوں۔  
 کہ جو اہل مدینہ اس وقت میرے اور تمہارے دونوں کے موافقت میں نہیں  
 ہیں۔ ان کو اس معاملہ کا بیچ مقرر کر دو۔ تاکہ وہ لوگ واقعی گواہی دیں۔ کہ  
 میری طرف سے کس کس شخص نے عثمان کی قتل میں سعی کی ہے۔ وہ انکی کیفیت  
 جو انکھون سے دیکھی ہے بیان کریں تو جرم اس شخص کا جسے میرے جانب سے  
 قتل عثمان کا قصد کیا ہو گا معلوم ہو جائیگا۔ اور عثمان کے خون کرنے میں جتنی بھی جس  
 شخص نے کی ہوگی فوراً کٹل جاوے گی اس معاملہ میں بہتر یہ ہے کہ پہلے فرزند ان عثمان  
 رضی اللہ عنہ کو میری خلافت پر اقرار کرنا چاہیے۔ اور میرا فرمان بردار ہونا لازم ہو اسکے  
 بعد جن لوگوں پر انکو اپنے باپ کے خون کا دعویٰ ہو۔ میرے حضور میں حاضر کر کے  
 ان پر دعویٰ کرنا واجب ہے تاکہ مطابق عدالت و حکم شریعت کے اس قضیہ کا فیصلہ  
 فرمایا جاوے۔ مگر خود تم کو طلب خون عثمان سے کیا واسطہ ہے۔ اور تمہارا  
 اس سے کیا تعلق ہے۔ کیونکہ تم دونوں تو مہاجرین میں سے ہو۔ اور عثمان خاندان بنی  
 سنان میں سے ہے پھر وہ خواہ حق پر قتل کیا گیا یا ناحق قتل ہوا لیکن تمہارے اور اسکے  
 کہا غیر زردی ہے جس سے ایسے مبالغہ اور کوکشتش کے ساتھ اسکے طلب خون کی فکر  
 کر رہے ہو اور اسکا خیال بھی نہیں کرتے کہ تم دونوں مجھے بڑی رغبت اور خواہش  
 دلی کے ساتھ بیعت کر چکے اور سخت قسمیں کھا چکے۔ اور خدا کو مناسن کر چکے ہو کہ  
 مجھے مخالفت نہ کرو گے۔ اب وہ سب عہد و پیمان توڑنا ذکر تنہ مجھ پر فوج کشی کی ہے

اور بہتر می اسی میں ہے کہ مکان کے خدنگذار رہیں اور گھر سے باہر قدم نہ رکھیں فقط جب طلحہ اور زبیر نے امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کا خط پڑھا تو اس کا جواب کچھ بھی لکھ سکتے لیکن یہ پیغام کہلا بھیجا کہ اے ابوالحسن تم اس لیے یہاں آئے ہو اور شکر لائے ہو جس میں تمہارا دبدبہ اور آواز پھیل جائے۔ بہتر ہے کہ جب تک طلب تمہارا چیل منظور ہے حاصل نہ ہو جاوے تب تک ہرگز واپس نہ جانا۔ ہم تمہاری فرمائندہی کسی نہ کریں گے۔ اور نہ تمہاری اطاعت اوپنے اوپر واجب کھینکے۔ تمہاری جو مراد ہو کر وہ اب کام کا درجہ حدِ عتاب سے بڑھ گیا و اتلام۔ بعد اذ سکے عبد اللہ ابن زبیر کھڑا ہوا اور بولا کہ اے حاضرین علی ابیطالب نے امیر المومنین عثمان کو کہ خلیفہ برحق تھا قتل کیا۔ اور پھر اس وقت ایک شکر جمع کر کے تیر لایا ہے تاکہ تمہارے اختیار کو تمہارے ہاتھ سے لے لیوے اور تمہارے شہر و ولایت کو تم سے چھین لے۔ تم کو لازم ہے کہ ہمت مردانہ قائم رکھو۔ اور اپنے خلیفہ کے خون کا دعویٰ کرتے رہو۔ اور اپنے زنان خانوں کی حفاظت میں مستعد رہو۔ اور اپنے زن و فرزند و حسب و نسب کے بچانے کے لیے جنگ کرنا یہ حال امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ سے ایک شخص لے آکر بیان کیا۔ اور جو تقریر عبد اللہ زبیر نے اپنی مجلس میں بہ نسبت امیر المومنین کے کی اور قتل عثمان میں امیر المومنین پر ہمت رکھی تھی وہ سب نقل کی۔ امیر المومنین حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے اسی مجمع میں کھڑے ہو کر حمد باری تعالیٰ نہایت خوبی کے ساتھ ادا کی اور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا کہ اے حاضرین ہم سے یوں بیان کیا گیا ہے کہ عبد اللہ زبیر نے خطبہ پڑھنے میں میرے والد زبیر کو اس کی برائیاں اور نکتہ چینیان کی ہیں اور قتل عثمان کا الزام ان ہی پر رکھا ہے اور انہیں پر اس واقعہ کی تہمت لگائی ہے۔ تم سب لوگ کہ مہاجر و انصار و اہل اسلام ہو خوب جانتی ہو

یہاں تک کہ امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے اس خط کو پڑھا تو اس کا جواب کچھ بھی لکھ سکتے لیکن یہ پیغام کہلا بھیجا کہ اے ابوالحسن تم اس لیے یہاں آئے ہو اور شکر لائے ہو جس میں تمہارا دبدبہ اور آواز پھیل جائے۔ بہتر ہے کہ جب تک طلب تمہارا چیل منظور ہے حاصل نہ ہو جاوے تب تک ہرگز واپس نہ جانا۔ ہم تمہاری فرمائندہی کسی نہ کریں گے۔ اور نہ تمہاری اطاعت اوپنے اوپر واجب کھینکے۔ تمہاری جو مراد ہو کر وہ اب کام کا درجہ حدِ عتاب سے بڑھ گیا و اتلام۔ بعد اذ سکے عبد اللہ ابن زبیر کھڑا ہوا اور بولا کہ اے حاضرین علی ابیطالب نے امیر المومنین عثمان کو کہ خلیفہ برحق تھا قتل کیا۔ اور پھر اس وقت ایک شکر جمع کر کے تیر لایا ہے تاکہ تمہارے اختیار کو تمہارے ہاتھ سے لے لیوے اور تمہارے شہر و ولایت کو تم سے چھین لے۔ تم کو لازم ہے کہ ہمت مردانہ قائم رکھو۔ اور اپنے خلیفہ کے خون کا دعویٰ کرتے رہو۔ اور اپنے زنان خانوں کی حفاظت میں مستعد رہو۔ اور اپنے زن و فرزند و حسب و نسب کے بچانے کے لیے جنگ کرنا یہ حال امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ سے ایک شخص لے آکر بیان کیا۔ اور جو تقریر عبد اللہ زبیر نے اپنی مجلس میں بہ نسبت امیر المومنین کے کی اور قتل عثمان میں امیر المومنین پر ہمت رکھی تھی وہ سب نقل کی۔ امیر المومنین حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے اسی مجمع میں کھڑے ہو کر حمد باری تعالیٰ نہایت خوبی کے ساتھ ادا کی اور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا کہ اے حاضرین ہم سے یوں بیان کیا گیا ہے کہ عبد اللہ زبیر نے خطبہ پڑھنے میں میرے والد زبیر کو اس کی برائیاں اور نکتہ چینیان کی ہیں اور قتل عثمان کا الزام ان ہی پر رکھا ہے اور انہیں پر اس واقعہ کی تہمت لگائی ہے۔ تم سب لوگ کہ مہاجر و انصار و اہل اسلام ہو خوب جانتی ہو

یہاں تک کہ امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے اس خط کو پڑھا تو اس کا جواب کچھ بھی لکھ سکتے لیکن یہ پیغام کہلا بھیجا کہ اے ابوالحسن تم اس لیے یہاں آئے ہو اور شکر لائے ہو جس میں تمہارا دبدبہ اور آواز پھیل جائے۔ بہتر ہے کہ جب تک طلب تمہارا چیل منظور ہے حاصل نہ ہو جاوے تب تک ہرگز واپس نہ جانا۔ ہم تمہاری فرمائندہی کسی نہ کریں گے۔ اور نہ تمہاری اطاعت اوپنے اوپر واجب کھینکے۔ تمہاری جو مراد ہو کر وہ اب کام کا درجہ حدِ عتاب سے بڑھ گیا و اتلام۔ بعد اذ سکے عبد اللہ ابن زبیر کھڑا ہوا اور بولا کہ اے حاضرین علی ابیطالب نے امیر المومنین عثمان کو کہ خلیفہ برحق تھا قتل کیا۔ اور پھر اس وقت ایک شکر جمع کر کے تیر لایا ہے تاکہ تمہارے اختیار کو تمہارے ہاتھ سے لے لیوے اور تمہارے شہر و ولایت کو تم سے چھین لے۔ تم کو لازم ہے کہ ہمت مردانہ قائم رکھو۔ اور اپنے خلیفہ کے خون کا دعویٰ کرتے رہو۔ اور اپنے زنان خانوں کی حفاظت میں مستعد رہو۔ اور اپنے زن و فرزند و حسب و نسب کے بچانے کے لیے جنگ کرنا یہ حال امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ سے ایک شخص لے آکر بیان کیا۔ اور جو تقریر عبد اللہ زبیر نے اپنی مجلس میں بہ نسبت امیر المومنین کے کی اور قتل عثمان میں امیر المومنین پر ہمت رکھی تھی وہ سب نقل کی۔ امیر المومنین حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے اسی مجمع میں کھڑے ہو کر حمد باری تعالیٰ نہایت خوبی کے ساتھ ادا کی اور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا کہ اے حاضرین ہم سے یوں بیان کیا گیا ہے کہ عبد اللہ زبیر نے خطبہ پڑھنے میں میرے والد زبیر کو اس کی برائیاں اور نکتہ چینیان کی ہیں اور قتل عثمان کا الزام ان ہی پر رکھا ہے اور انہیں پر اس واقعہ کی تہمت لگائی ہے۔ تم سب لوگ کہ مہاجر و انصار و اہل اسلام ہو خوب جانتی ہو

کہ اوسکا باب زبیر ابن العوام عثمان کے حق میں ہر وقت کیسی باتیں کہا کرتا تھا  
 اور اوسکو کس کس شکل پر برا ٹھہراتا رہا ہے۔ اور اوسکے حق میں کس قدر جبر کی تقریر  
 کرتا رہا ہے۔ اور طلحہ بن عبد اللہ حالت حیات عثمان میں بیت المال پر کس قسم  
 کے تصرفات سے ناجائز کیا کرتا تھا۔ پس اوسکو کب ایسی مجال حاصل ہوئی کہ میر  
 والد بزرگوار پر ایسے بڑے کاموں کا اتہام رکھے۔ یا اپنے زبان کو انکی بدگوئی پر  
 اپنے منہ میں جھپٹا دے۔ الحمد للہ کہ ہمکو ایسی قوتِ تقریر حاصل ہے کہ ہم صحیح و  
 حق میں بخوبی سخن رائے کر سکتے ہیں ابن زبیر کا یہ بیان کرنا کہ علی تمہاری اختیار کو  
 تمہارے ہاتھ سے چھینا جاتے ہیں اور تمہارے شہر و ولایت کو تمہاری قبضہ  
 سے باہر کرنا جاتے ہیں یہ اُسکے باپ زبیر ہی کی سب سے بڑی دلیل ہے۔  
 کیونکہ اوسکا یہ قول ہے۔ کہ میں نے علی کے ساتھ جو بیعت کی ہے وہ ہاتھ لگی ہی  
 دل سے نہیں کی۔ حاصل یہ ہے کہ بیعت کرنے سے تو اوسکو اقرار ہوا چاہیے وہ  
 کسی طرح اوسنے کی ہوا و ظاہر ہے کہ اوسکا انکار بعد اقرار قابلِ سماعت نہیں  
 ہو سکتا کہ اس معاملہ میں صاف حکمِ شریع موجود ہے رہا یہ امر کہ اہل کوفہ واسطے  
 سنا دی اہل بصرہ کے آنا تو بیکہ تعجب چیز نہیں ہے۔ کیونکہ حق پرست لوگ  
 اہل باطل کو دفع کرنے آئے ہیں اور صلح کن واسطے تردید مفسدون کے متوجہ  
 ہوئے ہیں اور یہ امر یقینی ہے کہ ہمکو سن کر ان عثمان سے نہ تو کوئی واسطہ ہی  
 اور نہ اونسے ارادہ جنگ بلکہ نزاع و جنگ کے جو کچھ خیالات ہمکو ہوئے ہیں وہ  
 انھیں لوگوں کے حق میں ہیں جو کہنا بعد ازاں اس شخص کے بنے ہیں کہ جو اڈ پر  
 سوار ہے یعنی عائشہ رضی اللہ عنہا فقط یہ خطبہ سب حاضرین نے شکرِ نیابت ہی  
 پسند کیا اور حسن بن علی رضی اللہ عنہ کی بہت تعریفیں کیں۔ پھر تو لشکر و جو حرکت  
 ہوئی اور ایک لشکر و دستہ فوج کے سامنے جا پہنچا یہاں تک کہ بصرہ کی لڑکے اور انکی غلام

فوج میں سے باہر اگر غلامان اہل کوفہ کے برابر کھڑے ہو گئے۔ کعب بن سور عاصی  
 رضی اللہ عنہما کے پاس آیا۔ اور کہنے لگا کہ اب دونوں شک ایک دوسرے کے  
 مقابل جا پونچے ضرور جنگ کریں گے۔ اگر انہیں آتش حرب شعلہ زن ہوئی تو ہلاک  
 آدمیوں کا خون ہو جائیگا اور پھر جنگ کا بھانا شکل ہوگا۔ اسے مادیو سنان اب  
 بھی اس کام سے باز آؤ کہ اس فساد عظیم میں تسکین ہو جاوے عائشہ رضی اللہ عنہا  
 ایک ہودج میں بیٹھ گئیں تب ان کے اونٹ کو لشکر میں کھینچ لاسے اور بصرہ والوں کی  
 ایک جماعت اس اونٹ کے آگے آگے چلی جاتی تھی۔ جب جاتے جاتے  
 لشکر میں پہنچیں تو دیکھا کہ امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ اپنے لشکر کو دک رہی ہیں  
 اور جنگ و جدال سے منع کر رہے ہیں۔ جب عائشہ رضی اللہ عنہا پہنچے حال دیکھا  
 تب واپس ہوئیں اور جو لوگ اس کے ہودج کے ہمراہ آئے تھے وہ بھی واپس  
 چلے گئے۔ دوسرے روز امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نے عبداللہ ابن عباس  
 اور زید بن صوحان کو طلب فرمایا اور کہا کہ تم عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس جاؤ  
 اور کہو کہ خداے تعالیٰ نے کیا تجکو یہ حکم نہیں فرمایا کہ اپنے گہر کے اندر بیٹھی رہنا  
 اور باہر نہ نکلا۔ میں خوب جانتا ہوں کہ یہ باتیں مجھے اچھی طرح معلوم ہیں مگر  
 چند آدمیوں نے تجکو فریب دیا ہے۔ اور تیرے باہر آنے کا معاملہ تیری آنکھوں پر  
 اور تیرے دلمیں اونھوں نے آراستہ کیا ہے۔ اور تو بھی ان کے فریب پر خوب  
 فریفتہ ہو کر گھر سے باہر نکل ہی پڑی۔ خیر اب بھی تیرے حق میں یہی بہتر ہے کہ واپس  
 چلی جاؤ پھر جنگ و نزاع کے گرد نہ پھر۔ اور اگر تو واپس نہ جانیگی اور اس فتنہ و فساد کو  
 بند نہ کریگی تو اس فساد کا انجام لڑائی پھونچ جائیگا اور بہت سے آدمی قتل ہوں گے۔ امی  
 عائشہ خدا سے ڈراؤ تو بہ کر اور خدا کی طرف توجہ کر کہ خدا ہی تعالیٰ اپنے بند کی توبہ  
 قبول کرتا ہے اور ان کا عذر پذیر فرماتا ہے۔ خبردار ہو جا کہ دوستی عبداللہ ابن زبیر

کعب بن سور  
 عاصی

امیر المومنین علی  
 رضی اللہ عنہ

اور قرابت مندی طلحہ بن عبداللہ کی شکوایسے درجہ پر نہ پہنچا وے کہ جسکا انجام  
آتش ووزح تک بڑھ جائیگا۔ غرض یہہ دونوں شخص عائشہ کے پاس آئے اور پیغام  
امیر المومنین علی ابن ابیطالب کا پہنچایا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب میں کہا  
کہین ان باتوں کا کوئی جواب نہیں دے سکتی۔ کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ دلیل و تمیز میں علی  
بوطالب سے میں جیت نہ سکونگی۔ یہہ بات سنکر وہ دونوں واپس ہوئے۔ اور  
امیر المومنین علی کی خدمت میں آئے اور جو کچھ عائشہ سے سنائے کیا۔ امیر المومنین  
نے حکم دیا کہ امیران لشکر اور سرداران فوج کو طلب کرو۔ جب وہ حاضر آئے۔ تو  
امیر المومنین نے کھڑے ہو کر خطبہ پڑھا۔ اور صطفیٰ علیہ السلام پر درود بھیجا۔ اور  
فرمایا کہ اے حاضرین میں نے جانتا تھا کہ تم مجھ کو اس جماعت کے ساتھ  
صلح اور رعایت چاہی اور آتش جنگ شعل ہونے میں انکار و تامل کیا۔ اور انکو  
نزاع و دشمنی کے انجام سے خوف دلایا۔ اور جب اسکا اثر انپر کچھ بھی نہ ہوا۔ تو انہیں  
ارادہ سے باز آنے کے لئے خداے تعالیٰ کی قسمیں اذکو وین غرض جو جو تیر  
بشریت کے امکان میں آسکیں وہ سب۔ میں نے کہیں۔ کہ کسی طرح سے بھی اذکو خدا کا  
خوف آوے۔ اور میری نصیحت اور اثر کرے۔ تاکہ معاملہ جنگ و جدال کو جس میں  
سواے خرابی کے اور کچھ نہ ہو گا یا دکر کے اپنے زن و فرزند پر رحم اور خلالتق سے  
شرم کریں۔ لیکن انپر اسکا کچھ اثر اور کوئی فائدہ نہ ہوا اور میری نصیحت انکے دل میں  
نہ سمائی۔ اسپر انکا اب یہہ حال ہے کہ مجھے پیغام بھیجا کرتے ہیں کہ حربوں اور نیزہ بازیوں  
کے لیے تیار رہو۔ اور مردان جنگی کے مقابلہ پر میدان میں نکل آؤ۔ جائز و غریب  
کہ مجھے ایسے شخص کو یہہ لوگ ایسی بات کہتے ہیں اور مجھ سے شخص کو لڑائی سڑاتے  
ہیں۔ حالانکہ میں نے اپنی تمام عمر جنگ و جدال میں بسر کی ہے۔ اور میں میدان تفرنی  
اور نیزہ بازی میں پختہ شایاں ہے۔ کیلیوگ مجھے بھول گئے ہیں۔ میں ہی علی

عائشہ

امیر المومنین  
علی ابن ابیطالب

ہوں جسے انکی عفتوں کو شکست دو رہم و پریم کیا ہے میں دہی علی ہوں کہ سہی  
 اس کے باب داد و نگو قتل کیا ہے۔ میں دہی علی ہوں جسے انکی جماعتوں کو  
 پریشان و متفرق کر دیا ہے۔ جس تلوار سے یہ پھلوانا ان عرب۔ کے سر قلم کئے  
 وہ اس وقت بھی میرے ہی ہاتھ میں موجود ہے۔ جس نیزہ سے میں نے جنگ  
 اور ان کے حکم دل شکافتہ کئے وہ اس وقت بھی میرے ہی قبضہ میں بتایا یہ دل کی  
 بازی تھی کہ۔ دولت میرے یقین میرے پاس موجود ہے۔ پھر مجھے کونسا اندیشہ ہو  
 کیا خدائے تبار نے مجھے فتح و نصرت کا وعدہ نہیں فرمایا ہے۔ اور اپنی تمام  
 نصرتوں کے۔ وازی مجھ پر نہیں کہولہ کیے ہیں۔ انسان کو موت سے بھائی کیا پائے  
 یہ تیرا جمل جو حکم ربانی سے تعلق رکھتا ہے وہ نہیں ہو سکتا۔ جو شخص قتل کیا جائے  
 آخر کو ایک دن خود اسکی جان جانیگی۔ مردانہ وار قتل ہو جانے کا جو غور و جانچ  
 بہتر ہوتا ہے۔ قسم سے اس خدا سے واحد کی کہ جان علی کی جسکے قبضہ قدر میں  
 ہے کہ نہ از زخم تلوار کے کھا لینا اس امر سے نہایت آسان ہے کہ مثل  
 عمر و ثون۔ کے فرش پر پوت آجاوے۔ یہہ فرما کر امیر المومنین نے اپنی ہاتھ  
 دعا کے لئے اٹھائے۔ اور عرض کیا کہ اے خدا تعالیٰ تو ملاحظہ فرما کہ طلحہ  
 خود میرے پاس آیا اور مجھے خوشی اور رغبت دلی کے ساتھ بیعت کی اور بعد  
 اسکے اسے عہد شکنی کی ہے اور اپنے قول کے خلاف عمل کیا ہے۔ پر وہ گناہ  
 اگر یہ میرا عرض کرنا صحیح ہے تو اب طلحہ کو اس سے زیادہ تواتر مہلت نہ دے اور  
 جب قدر جلد ہو سکے مجھ کو طلحہ کی طرح سے خلاصی عطا فرما۔ اے میرے مالک زبیر اس عوام  
 نے میرے حق عزیز واریکا کچھ خیال نہ رکھا اور مجھے دشمنی ظاہر کی اور مجھے عہد شکنی  
 کی اور مجھ میں اور مسلمانوں میں ہفت لڑائی قائم کرادی۔ حالانکہ زبیر غیب جانتا ہے  
 کہ یہ فعل اسنے بڑا کیا ہے اور وہ ظالم ہے۔ بارگاہا اسکے شر کو مجھے دو روزہ دی۔

وہاں سے پہنچا  
 واپس نہ آیا

مفتاح السیاحین  
جلد اول

امیر المومنین نے یہ باتیں کہہ کر آخرین دعاء مناجات کی اور دوستوں کے  
تذریک اپنے کو لڑائی میں معذور کیا۔ اسکے بعد امیر المومنین نے اٹھ کر اپنے  
لشکر کی صفوں کو آراستہ کیا۔ سواروں کی داہنی سمت کو عمار ابن یاسر کے سپرد کیا  
پیادوں کے داہنی سمت کو شیخ ابن ہانی کے تفویض فرمایا۔ سواروں کے بائیں جانب  
سعید بن قیس ہمدانی کو مقرر فرمایا۔ پیادوں کے بائیں جانب رفعت بن شداد  
البلخی کو تعین فرمایا۔ محمد بن ابی بکر کو سواروں کے پیچ میں ایستادہ کیا عدی  
بن حاتم الطائی کو پیادوں کے پیچ میں نامزد فرمایا۔ ہراولی سواران زیاد بن کعب  
الارجی کے سپرد فرمائی۔ ہراولی پیادگان بھیر بن عدی الکندی کو عطا کی۔ ہراولی  
سواران کی نگاہ قمر بن حنظلہ الخزاعی کو عنایت ہوئی۔ افسری پیادگان کی نگاہ  
محمد بن زفر الاسدی کو مرحمت ہوئی۔ پس عرب کے تمام خاندانوں میں سے  
ہر خاندان کے سردار کو فرمایا کہ اپنی قوم پر ہر وقت خیال رکھے اور جو کچھ وہ  
کہیں اور سپر لحاظ کرے۔ جب امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نے اس طرح اپنے لشکر کو  
آراستہ کیا تو دفعتاً سب سوار پیادے جنبش میں آئے اور اس طرف عائشہ  
رضی اللہ عنہا بھی باہر آئیں اور ایک ہوج میں بیٹھیں۔ وہ ہوج اپنے اونٹ کی  
اوپر جسکا نام عسکر تھا کھسوا لیا۔ اسی اونٹ کو علی ابن ابیہنہ سے ۴۰ دینار کو مول لیا  
تھا۔ اور یہ بڑا ہوج تھا جو سال کی لکڑی سے بنایا گیا تھا۔ اور جس میں لوہے کی  
کیلین جڑی ہوئی تھیں۔ اور اسکے اندر اونٹ کا چمڑا منڈھا ہوا تھا۔ اور  
اوسکے اوپر خوشنما کپڑے لگائے گئے تھے۔ اور اہل بصرہ کا علم اوسے اونٹ پر  
تھا۔ جب دونوں لشکر برابر اگر میدان میں کھڑے ہوئے تو دونوں جانب سے  
مردمان جنگجو برآمد ہو کر باہم مقابل ہوئے۔ امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ اپنی لشکر کی  
باہر آئے۔ اور دونوں صفوں کے بیچ میں کھڑے ہوئے۔ حضرت مصطفیٰ علی

جلد اول



علیؑ کے کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ اور چادر اسی جناب کی آپ کے  
 کا نڈھے پر تھی۔ اور عمامہ سیاہ سر پر بندھا تھا۔ اور رسولؐ خدا کے مرکب پر جو بہتر  
 رنگ تھا اور جسکو دُرُودِ اَلِ بھی کہتے ہیں سوار تھے۔ پس باواز بلند فرمایا کہ زبیرؓ  
 ابن عوام کہاں ہے دنیا میرے سامنے آوے۔ یہ سنکر زبیرؓ قریب آیا۔ عاتشہ  
 جہولہ نے لگین کہ اب بیچاری اُٹھا یہ وہ ہوا چلتی ہے۔ لوگوں نے کہا کہ خاطر جمع  
 رکھو۔ علیؑ تمہارا نہیں کیسے ہیں۔ لڑائی کا ارادہ نہیں بلکہ زبیرؓ سے کہہ بات  
 کہنا چاہتے ہیں غرض جب زبیرؓ امیر المومنینؑ علیؑ رضی اللہ عنہ کے سامنے آیا۔  
 تو امیر المومنینؑ نے اس سے کہا۔ کہ یا ابا عبد اللہ یہ کیا حرکت ہے جو  
 تو کر رہا ہے۔ اور کس وجہ سے اس کام پر آمادہ ہوا ہے۔ زبیرؓ نے جواب  
 دیا کہ طلبِ خونِ عثمانؓ نے مجھ کو اس امر پر آمادہ کیا ہے۔ امیر المومنینؑ نے  
 کہا سبحان اللہ تو نے اور تیرے دوستوں ہی نے تو عثمانؓ کو قتل کیا اقتضائے  
 کس سے طلب کر رہا ہے۔ یہ کہہ کر فرمایا کہ اسے زبیرؓ میں شجکوا اسی خدا کی  
 قسم دیتا ہوں کہ جسکے سوار دو سوار خدا نہیں ہے اور شجکوا اسی خدا کی قسم  
 ہے جسے قرآن کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بھیجا اور میں شجکوا دلاتا ہوں کہ لکھو  
 مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے تجھ سے کہا تھا کہ کیا تو علیؑ کو دوست رکھتا ہے اور تو نہیں جواب  
 دیتا تھا میں اور سکو کیوں نہیں دوست رکھتا کہ علیؑ میرا مومن زاد بھائی ہے۔ مصطفیٰ صلی  
 اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زبیرؓ ایک دن ایسا ہوگا کہ تو علیؑ کے ساتھ یہ قصہ  
 جنگ آمادہ ہو جاوے گا۔ اور علیؑ سے تو دشمنی کریگا یقین جان لے کہ اس روز  
 بمقابلہ علیؑ کے تیرا شمار ظالموں میں سے ہوگا۔ زبیرؓ نے جواب دیا کہ میں ہوں اور  
 یہ بات درست ہے۔ اس کے بعد امیر المومنینؑ علیؑ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں دوسری  
 بار شجکوا پھر قسم دیتا ہوں اور شجکوا دلاتا ہوں کہ ایک دن رسولؐ خدا صلی اللہ علیہ وسلم

مگر امن خوف کے مکان سے آتے تھے۔ اور تو اس جناب کے نہیں تھا  
 اور وہ جناب تیرا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے۔ کہ میں آگے سے آیا۔ اور غصہ  
 اللہ علیہ وسلم نے مجھ پر سلام ارشاد فرمایا۔ اور میں منہا تو تو نے کہا کہ اب  
 ابو طالب نے رسول خدا کو پہلے سلام کیوں کیا۔ کیا تو غزوہ سے باز آیا تھا  
 یہ سن کر اس جناب نے فرمایا کہ ای زبیر خاموش رہ اس لیے کہ علی حضرت زبیر  
 اور ایک دن ایسا ہو گا کہ تو علی پر بارادہ جنگ شکر گشتی کر گا کہ اور  
 اور سچا المومنین ہو گا۔ زبیر نے جواب دیا کہ سچ ہے اور یہی بابت ہوتی ہے۔  
 اور رسول خدا نے ایسا ہی فرمایا تھا لیکن اسے امیر المومنین بہہ باتیں مجھ کو  
 خاموش ہو گئیں تھیں۔ اب مجھ کو یاد آ گیا کہ آپ نے یہ سب بیان کیا۔ اور اگر  
 اس سے پہلے بہہ باتیں آپ مجھ کو یاد دلا تے تو میں ہرگز بارادہ جنگ نہ کرتا  
 اتنا اور اس وقت مجھ کو یاد دلایا گیا تو قسم ہے خدا کی کہ میں واپس جاؤں گا۔ اور کوئی ایسی  
 حرکت نہ کروں گا جو آپ کے دل پر باعث رنج و ملال ہو۔ یہ کہ مجھ پر میرا اپنے لشکر کو بھگایا  
 اور عائشہ کے پاس پہنچا وہ ہوج میں تھیں۔ عائشہ نے کہا یا ابا عبد اللہ۔ علی ہی  
 اور تجھ سے کیا باتیں ہوئیں۔ زبیر نے امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کی گفت گو جو  
 نسبت ارشاد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اس سے ہوئی تھی بیان کی اور کہا  
 کہ اس وقت میرا عجب حال ہے اور قسم ادسی خدا کی کھاتا ہوں جو تمام کمالات پر قادر  
 ہے کہ مجھے حالت اسلام اور زمانہ جاہلیت میں کسی ایسی لڑائی پر جائے کا اتفاق  
 نہیں ہوا ہے اور کسی ایسے میدان جنگ میں کھڑے ہونے کا موقع نہیں ملا ہے  
 جیسے کہ بوجہ غلبہ سرود و حیرت آج اپنے پانوں کو میں ٹھکانے پر نہیں پاتا ہوں  
 نے کہا کہ اسے ابا عبد اللہ معلوم ہوا کہ تو شمشیر علی سے ڈر گیا۔ اور اگر تو شمشیر علی  
 سے ڈرتا ہے تو اس میں کچھ عیب نہیں ہے اس لئے کہ تجھ سے پہلے بہت مردان

ابو طالب

عائشہ

ابو جابر

شمس  
ابو جابر

جنگ آنا اس سے خائف ہو چکے ہیں زبیر کے بیٹے عبداللہ نے بھی اپنی  
 باپ سے کہا کہ اسے باب معلوم ہوتا ہے کہ اپنی موت کی صورت نہایت اعلیٰ  
 کی تواریخ میں تو نے دیکھ لی۔ کہ جس سے تو ڈر گیا اور پیٹھ پھیر لی۔ زبیر نے  
 جواب دیا کہ اسے لڑکے جھگڑنے اپنی ادھر ہمیشہ سے محسوس دیکھا ہے عبداللہ  
 نے جواب دیا کہ میں ہرگز محسوس نہیں ہوں بلکہ تو نے ہلو گولن کو عرب میں ہوا  
 مس۔ اور ہمیں ایسا دھتکا لگا دیا جس کا دھویا جانا سات دریا کے پانی سے  
 بھی ممکن نہیں ہے۔ زبیر پر سختی ہی جوش میں آیا اور اپنے گھوڑے کو قتل کر کے  
 لشکر امیر المومنین کی طرف دوڑایا۔ امیر المومنین نے جب زبیر کو اس حالت میں  
 دیکھا اپنے لشکر میں آواز دی کہ راستہ کہو لو۔ کہ زبیر دوسری طرف سی باہر  
 کھلا دیا۔ یہ لشکر راستہ کہو لیا گیا زبیر صفہا لشکر امیر المومنین کو شکافہ کرتا ہوا  
 دوڑتا رہا جب تک دوڑنا ہوا۔ اور اس طرف سی دوسری بار پھر گھوڑا اڑاتا ہوا  
 صفہا لشکر میں سے باہر نکل آیا۔ اور کسی کو زخمی نہ کیا اور اپنے لشکر میں جا پہنچا۔  
 پس زبیر نے اپنے بیٹے سے کہا کہ کیوں تو نے دیکھا میرا یہ جملہ بددلو کا حل  
 تھا عبداللہ نے جواب دیا کہ یقیناً یہیت اچھا تھا۔ لیکن تو نے کسی کو زخمی تو نہیں کیا  
 اور یہ وقت کہ عین کام کرنے کا ہی ہماری طرف سے پیٹھ پھیر لی اور ہلو چھوڑ دیا۔  
 زبیر نے کہا کہ اے نالایق مجھ کو کہ مصطفیٰ علیہ السلام کی بات پر لحاظ رکھنا سہی  
 آیا کہ میرے سبب ہی اپنے کو دفرخ میں ڈالنا لازم ہے۔ پس اپنی حرکات گذشتہ  
 سے توبہ کی اور باہر نکل آیا۔ وہ سوار اسکے محھے دوڑے تاکہ اسکو پھیر لائیں  
 جو نہیں سوار فوج کو اپنے پیچھے آتے دیکھا تو باک ہو کر اوپر حملہ کیا۔ اور سب کو لگندہ  
 کر کے ایک سمت روانہ ہو گیا۔ اور ایک موضع میں پہنچا کہ جب کو داوی کہتی ہیں  
 اور ایک قوم کے پاس جو بنی تمیم میں سے تھے اور بڑا۔ اسکے دو سونے تھے

زبیر نے  
 کہا کہ

زبیر نے  
 کہا کہ

زبیر نے  
 کہا کہ

زبیر نے  
 کہا کہ

زبیر نے  
 کہا کہ

زبیر نے  
 کہا کہ

امیر المومنین کہنے لگے کہ اے امیر المومنین ان لوگوں کی شوخی اب حد سے  
گذر گئی کہ ہمارے آدمیوں کو زخمی کر رہے ہیں مگر امیر المومنین جنگ کے لیے  
حکم ہی نہیں فرماتے۔ معلوم نہیں کہ اس کس چیز کا انتظار فرما رہے ہیں۔ امیر  
المومنین نے کہا کہ میں اس تردد میں تھا کہ اپنے گواہ بھی جنگ و جدال سے  
باز رکھوں۔ لیکن اس حالت میں کہ میری کوئی نصیحت یہہ لوگ قبول ہی نہیں کرتے  
اور میرے بہت سے رفیقوں کو زخمی کر چکے ہیں تو اب میری جانب سے بھی  
کوئی عذر باقی نہ رہا۔ بہہ فرما کر اپنی زہ پہن لی اور تلوار کمر میں لگائی اور عامہ سپر  
باندھا۔ اور دلدل پر سوار ہوئے۔ اور تیراں کو اپنی دست مبارک میں  
لیکر آؤر دی کہ اے حاضرین تم میں سے کون شخص اس صحف کو مجھے لے کر  
اس قوم کے آگے لجا سکے گا۔ تاکہ اذکو احکام قرآن کے مطابق ہدایت کریں  
ایک غلام خاندان تماشع میں سے جس کا نام سلم تھا حاضر ہوا۔ اور کہنے لگا کہ  
اے امیر المومنین یہ کام مجھ سے ہوگا۔ امیر المومنین نے فرمایا کہ اے جوان  
اگر تو اس قوم کے پاس یہہ قرآن لجا دے گا۔ تو یہہ لوگ تجھ کو قتل کر ڈالیں گے پس  
کیا تجھ کو اپنا قتل گوارا ہے۔ اس نے جواب دیا کہ یا امیر المومنین ہاں مجھ کو اپنا قتل  
گوارا ہے امیر المومنین نے فرمایا کہ اول یہہ لوگ تیرے ان ہاتھوں کو جن میں  
تو قرآن لیے رہیگا کاٹ ڈالیں گے بعد اسکے تجھ کو زخمی کرنے کے ہلاک کر دیں گے  
اور اس جوان نے جواب دیا کہ میں راضی ہوں یہہ لوگ جو چاہیں وہ کریں اس لیے  
کہ مجھ کو خداوند تعالیٰ کی رضا مندی تو حاصل ہوگی۔ پھر مجھے ان امور کا کوئی خوف  
نہیں۔ امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نے دو مرتبہ یہہ باتیں اس سے پھروائیں  
اور اس پر حجت تمام کر لی۔ مگر اس جوان نے یہی جواب دیا کہ خدای تعالیٰ کی راہ میں  
شہید ہو جانا اور ثواب جس کا وعدہ ہو چکا ہے حاصل کر لینا اس پر بڑی شفقت بناوے گی

یہ قرآن میں ہے  
اعلیٰ علی بن ابی طالب

نہایت مہمل و آسان ہے پس امیر المومنین نے اسکو دعا و غفران فرمائی  
 اور وہ جوان قرآن شریف امیر المومنین سے لیکر اس جامعہ کے آگے  
 آیا اور کہا کہ اے حاضرین امیر المومنین علی ابن ابوطالب کہ حجاز و دہلی و مکه  
 کا ہے اس قرآن کو میرے ہاتھ تمہارے پاس پہنچا اور اپنے کولہرائی سے  
 معذور رکھ کر ارشاد فرماتا ہے کہ میں تمہارے ساتھ مطابق اس کلام الہی کے  
 اور موافق ان امور کے جو اس میں لکھے ہیں عمل کرتا ہوں۔ تم مجھے دشمنی نہ کرو  
 اور میرے ساتھ جنگ و جدل پیش نہ آؤ اور خدا تعالیٰ کی جانب سے  
 اپنے دونوں رحم پیدا کرو۔ اور اپنے کو اپنے ہاتھوں سے ہلاک نہ کرو ایک  
 مرد جو خدا شکاران عاشقہ رضی اللہ عنہا میں سے تھا آیا اور اس شخص پر تلوار  
 ماری کہ دونوں ہاتھ ادا سکے کہ گئے۔ اس جوان نے قرآن شریف کو  
 اپنے بازو اور سینے سے سنبالا۔ آخر ایک تلوار اس کے سینہ پر بھی ماری اور  
 اسکو قتل کیا۔ جب امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نے یہ حالت دیکھی تو علم اپنی  
 بیٹے محمد ابن الحنفیہ کو دیکر فرمایا کہ ای فرزند اس علم کو لو اور دشمنوں پر مسلط  
 کرو۔ محمد ابن الحنفیہ نے علم لے لیا اور اپنے صلب لشکر کے آگے گھوڑا بہت  
 زور سے دوڑایا۔ اور لشکر عایشہ پر بڑا زبردست حملہ کیا۔ اور چند پہلوانان  
 نامی کو جو اپنی صفوں کے آگے گھوڑی دوڑا رہے تھے مار کر گرا دیا۔ بعد اسکے  
 لشکر نصیر کے داہنی اور بائیں جانب گھٹاؤ اور خوب جنگ و جدال کی۔ اور اپنی  
 شکرین اگر علم واپس لایا۔ اسکے بعد امیر المومنین نے خود گھوڑا اوڑھ لیا اور  
 ایک ساعت تک لشکر کوفہ کے داہنی جانب اور ایک ساعت او کی صفوں کی بائیں  
 جانب حملہ عظیم فرمایا اور چند پہلوانوں کو مار کر اور بہت سے آدمیوں کو زخمی کر کے  
 واپس آئے اور اپنے لشکر میں داخل ہوئے۔ امیر المومنین کی تلوار شیر ہی رہی تھی

حسین بن علی

زین العابدین  
 ابن الحنفیہ

امیر المومنین

اور پھر  
میں نے

اس لیے گھوڑے سے اتر کر اپنی تلوار کو سیدھا کیا۔ اور پھر سوار ہو کر دوسری مرتبہ  
حملہ دیا۔ اندر فرمایا۔ اس حملہ میں جو سوار امیر المومنین کے گئے آتا تھا۔ فوراً قتل  
ہو کر گھوڑے سے گرا دیا جاتا تھا۔ یہاں تک اس حملہ میں وراثت ہوئی کہ امیر المومنین  
کی تلوار پھر میری ہو گئی اس لیے امیر المومنین سیدان جنگ سے اپنے لشکریوں کو  
اگر تلوار ختم شدہ کو زانو کے نیچے دبا کر پیر سیدھا کرنے لگے۔ اور فرماتے تھے  
تھے کہ تم میرے خلیفہ کی پیر لڑائی جو میں کر رہا ہوں اس میں سوائے خوشنودی خدا سے  
تعالیٰ اور حصول ثواب آخرت کے اور کچھ میرا مطلب نہیں ہے۔ اور اپنے فرزند محمد  
ابن الحنفیہ کی طرف منہ کر کے فرمایا کہ اے فرزند جنگ ایسی لڑائی چلیے جس طرح کہ  
تیرا باپ لڑا کرتا تھا۔ اور وقت میں نہ فوج تبصرہ سے میسر نہ فوج کو فوج پر ہزار بہت  
حملہ کیا اور ان کو ان کی جگہ سے کھینچ کر لے آیا۔ مگر اہل کوفہ سے بھی ثابت  
نہ ہوئی کوفہ نہ ہر اہل بصرہ کے ساتھ جنگ عظیم کی۔ محمد بن سلیم لاری  
شک امیر المومنین علی بن ابی طالب سے نکلا اور شکر بصرہ پر حملہ کر کے کئی آدمیوں کو زخمی  
کیا۔ مگر ایک بھاری زخم کھانے سے اسی آیا۔ بعد اسکے اوس کے بھائی  
مقتضی ابن سلیم نے حملہ کیا اور بہت عمدہ لڑائی کرنا رہا۔ آخر اہل بصرہ نے  
اوس کو ایک زخم کاری لگا یا کہ وہ بزدل شہید ہو گیا۔ بعد اسکے زید بن  
صوحان البسری کہ یار امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ میں ایک بڑا نامی شخص تھا  
اور علی لاری امیر المومنین بھی تھا حملہ اسے عظیم اور جنگ اسے مروانہ کرنا رہا۔ اور اسی  
عمدہ لڑائیاں کیں کہ دونوں لشکروں میں حسین و انسیرین کا شور برپا ہو گیا۔ آخر  
لڑتے لڑتے اسی بھی شہادت پائی اسکے بعد مسعود بن صوحان جو زید بن صوحان کے  
بھائی تھا سلم ہاتھ میں لے کر حملہ اسے مروانہ کرنے لگا اور بہت خوب لڑا  
رہا۔ آخر میں اوس کو ایک زخم کاری لگ گیا جس سے مجبور ہو کر واپس آیا۔

اور پھر  
میں نے

اور پھر  
میں نے

اور پھر  
میں نے





اور اس پر وہی اور بائیں جانب سے یاران امیر المومنین برحمتہ کے  
 تو تھیں کشت لڑائی ہوئے تھے۔ تمام میدان آتش جنگ سی شعلہ زن ہو گیا  
 جنگل میں سیلطف نگاہ جاتی تھی دشمنوں کے انبار نظر آنے سے اور وہ انبار بھی  
 کشت و کرب و ہلاکت کے برہمنے اپنے اپنے اپنے ہو گئے۔ مروان ابن حکم  
 قاب قلمبصر بن کھنجر تھا لیکن عائشہ رضی اللہ عنہا کے آگے اپنے لشکر کو  
 جنگ میں امیر المومنین علی بن ابی طالب دمی رہا تھا۔ مروان لڑائی سے بے شک اگر  
 اپنے ملک سے گئے تھے لگا کہ اس وقت مجھ کو ایک بات سے سخت تعجب ہو رہی  
 اور وہ بات یہ ہے کہ قتل امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ پر اس کے دشمنوں کو  
 قتل سے بڑھ کر کوئی دوسرا شخص زیادہ بدلتا تھا۔ اور جو شخص قتل کو قتل  
 و خوریزی امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ پر کوشش دے وہی تہہ و تیغ سے قتل و کرب  
 و تضحی و آج میں دیکھ رہا ہوں کہ کچھ خون عثمان علیہ السلام کے لئے  
 آیا ہے اور آدمیوں کو معرض ہلاکت میں ڈال رہا ہے مجھ پر یہ اچھا ہے کہ اسلحہ  
 اس تمام لشکر کو ہتھیار لگاؤ ایک۔ خدا میں چاہتا ہوں کہ کچھ کو ایک تیر لگا کر  
 ان کو ان کا بہ سزا دیکھ کر یہ ہے خلا میں پا جائیں اور اس کا ستارہ دور ہو جائے  
 لیکن یہ ہے تمام کچھ یہ بد بات لڑنا چاہیے کہ بروقت تیر مارنے سے کچھ بڑی  
 آگے نہ تو کھڑا رہتا اور مجھے پیاسا نہ رہی۔ تاکہ مجھ کو تیر مارنے کے وقت کوئی  
 نہ کہیں یا نہ دے۔ اور یہ کہ یہ معلوم ہو کہ یہ تیر مارنے سے۔ اگر تو میرے ہوا تو کچھ  
 محل کر گیا تو میں کچھ آزاد کر دینگا۔ واپس ہو کر مروان کے آگے کھڑا ہو گا اور  
 سب غلام کی آگ میں سے ایک بیٹھنی بیکان کو نہر سے بھجایا جائے ان میں سے کچھ  
 نہ انت جان لے سے کچھ کو آزاد طلبہ بھر دے کئے اور تیر کے گھوڑی پر سے گر پڑا۔  
 بیہوش ہو گیا۔ جب ایک ساعت کے بعد اس کو ہوش آیا تو اپنے غلام کی کراہ

ایہ کچھ  
 بیہوش ہو گیا

جنگجو بلربان سے اڑھٹھا اور کسی سانس میں لپٹ۔ غلام نے کہا کہ اسخدا یہ اس جنگجو کی  
کوئی جگہ پناہ کی اور کھجورنی مقام سایہ کا نظر نہیں آتا جہاں میں جنگجو لپٹا سکا۔ غلام نے کہا  
کہ سبب ان اللہ آج کسی تدریس کو سوائے اپنے خونخواری کے میں اپنا دوست  
نہیں دیکھتا ہوں اور میں نہیں جانتا کہ یہ تیر کہاں سے آکر جنگجو لگ گیا شاید یہ  
تیر اہل کا تیر تھا۔ اور جنگجو یہ ہے کہ حکم خدا تعالیٰ کے یہ تیر مجھ پر نہیں لگا ہے۔  
کیونکہ اللہ تعالیٰ کا حکم جو کچھ ہو چکا اس کا پورا ہونا ضرور ہے۔ طلحہ ہر  
باتیں کہتا تھا اور زمین پر رت پڑ رہا تھا یہاں تک کہ رت پٹے رت پٹے اور اس کی جہاں  
نکل گئی وہاں سے اس کی لاش اڑھٹھا کر ایک مقام پر جسکو سمجھتے ہیں دفن گنجینی  
عائشہ رضی اللہ عنہا طلحہ کے قتل سے نہایت غمگین ہوئیں اسلئے کہ طلحہ اوں کے  
سچا کا بیٹا تھا اور اہل بصرہ بھی طلحہ کے قتل پر نہایت اندوہناک ہوئی اور  
اوں کو نہایت افسوس ہوا۔ غرض لڑائی ہوتے ہوئے جب رات ہوئی  
تو دونوں لشکر اپنے اپنے مقام پر واپس آئے۔ دوسرے دن چہر  
دونوں لشکر قاعدہ کے موافق میدان میں آکر صف آرا ہوئے اور عائشہ  
رضی اللہ عنہا ہر دوچ میں بیٹھ گئیں۔ اہل بصرہ اونٹ کے اونٹ کو اپنی لشکر کے آگے  
لے آئے بعدہ اوس اونٹ کے چاروں طرف اہل بصرہ کھڑے ہو گئے۔  
اور ادھر امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نے اپنی لشکر کو بھی آراستہ کیا۔ غرض  
دونوں جانب سے مردان جنگجو میدان میں نکلنے لگے اور لڑائی شروع ہو گئی۔  
راوی کہتا ہے کہ اس روز اس قدر لوگ قتل ہوئے کہ تمام جنگجو کی خاک خون  
سے لال ہو گئی۔ غرض دوستان امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کے بعد دیگر  
دفعہ اڑھٹھا۔ اور اصحاب جہل پر یعنی اہل ان لوگوں پر چشتہ عائشہ رضی اللہ  
عنہا کے گرد کھڑے ہوئے تھے چلا گیا۔ پہلے امیر المومنین کی جانب سے

بجائے  
رہا  
میں  
میں  
میں

حجاج بن یحزقہ الانصاری نے گھوڑا دوڑایا اور اسکے پیچھے تیرتیت بن ثابت  
 نے گھوڑا دوڑایا اور اسکے پیچھے شریح بن ہانی الحارثی نے گھوڑا دوڑایا  
 اوس کے پیچھے ہانی بن عمرو المذحجی نے حملہ کیا اسکے بعد زیاد بن کعب  
 الہدانی نے گھوڑا دوڑایا۔ اسکے بعد عمالینہ نے گھوڑا دوڑایا اسکے بعد  
 اشتر نخعی۔ مے حملہ کیا اوس کے بعد سعد بن قیس الہدانی دھڑپڑا اور اسکے بعد  
 عدی ابن حاتم الطائی نے گھوڑا دوڑایا اور اسکے بعد زناخت بن شداد  
 نے گھوڑا دوڑایا عنبر بن دوسقان و سر داران امیر المومنین ایک نے دھڑپڑا  
 بعد دہنی اور ربیع اور دریمان اور پشت شکریہ حملے کرتے ہوئے اور  
 لڑتے ہوئے دوسری پڑے۔ اور ایسی سخت لڑائی کی کہ ایسی لڑائی کبھی  
 کیسے سنی بھی نہ ہوگی۔ راوی کہتے ہیں کہ اسوقت اہل بصرہ میں سے بہت  
 نہایت آدمی قتل ہوئے اور بس ہودج میں عائشہ رضی اللہ عنہا بیٹھیں  
 نہیں اوس ہودج کا حال تیرون کے گھنے سے مثل ساہی کے ہو رہا تھا  
 خاندان بنی ضبہ کے لوگ براہ سبالغہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے اونٹ کے  
 بینگیاں سے گھٹے جاتے تھے اور آپس میں کہتے تھے کہ مادر مومنان کی اونٹ  
 کی بینگیاں مشک سے بھی زیادہ خوشبودار ہے۔ اور اس پر فخر کرنے لگے اور  
 مہار اونٹ کی بکڑے ہوئے تھے اور مردانگی دکھا رہی تھے اور براہ قتل  
 ہونے پر جاتے تھے اشتر نخعی جو سر داران امیر المومنین میں سے تھا ہشتادویں  
 سخت لڑ رہا تھا اور جو کوئی لشکر بصرہ میں سے اوس کے آگے آتا تھا فوراً قتل  
 ہوتا تھا عبداللہ ابن زبیر نے جب اشتر کو اس حال میں دیکھا تو چلا کر کہا کہ  
 اے دشمن خدا تھوڑی دیر توقف کر کہ میں تیرے ہی فکر میں بہرہ رہا ہوں اب  
 دیکھ تو وہی کہ مردانہ ہرب اسکو کہتے ہیں یہ کہہ کر اپنے نیزہ کو نکال دی اور گھوڑا

حجاج بن یحزقہ  
 حجاج بن یحزقہ

حجاج بن یحزقہ  
 حجاج بن یحزقہ

اشتہر پر دوڑا یا تھوڑی دیر تک دو ٹون بن نوہا نیزہ باری ہوتی رہی  
 اشتہر نے عبداللہ بن مسعود کو ایک ایسا نیزہ مارا کہ اس کو گھوڑے سے گرا دیا وہ  
 خود گھوڑے سے اتر کر اس کے سینے پر بیٹھ گیا عبداللہ بن مسعود نے بڑی مشکوٰۃ سے اس کے  
 حواسے کر کے اپنی کواشتہر سے دوڑایا۔ اور زیادہ تر عبداللہ بن مسعود کے پاس  
 جانے کا سبب یہ تھا کہ اشتہر اور سدن روزہ دار تھا اور اس سے پہلے  
 روزے اور بوجہ بیماری بغیر آب و طعام رکھ چکا تھا اور نہ کیا مجال تھی کہ عبداللہ بن  
 اشتہر کے چکل سے کھل سکتا جب سرداران امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ ہر روز  
 حملے کرنے لگے تو برابر فوج بھی ہوئے تکی۔ اور اہل بصرہ چاروں طرف سے قتل  
 ہوئے۔ لگے۔ لہذا باقی ماندہ و گولہ آلی کی تاب نہ نہی خوراساں میں جنگ سے بھاگے  
 اور لڑائی ہار گئے۔ دوستان امیر المؤمنین جن شخص کے پاس پہنچے تھے وہ ان کو  
 قتل کیے تھے۔ غرض امیر المؤمنین نے باواز بلند حکم دیا کہ اس میں حمل یعنی اڑان  
 کے ہاتھ کاٹ ڈالو اور فہر دیا کہ اس کے ہاتھ بلند کاٹو کہ وہ شیطان ہے یہ  
 آدمی چارہ ان طرف سے اونٹ کے پیچھے دوڑ رہے تھے اور عبدالرحمن بن عمر فاروقی  
 نے پہنچ کر ایک تلوار اونٹ کے ہاتھ پر ماری کہ اس کے دونوں آگے کے ہاتھ کاٹ  
 گئے اور اونٹ سینے کے بل زمین میں گرا اور ایک سخت آواز سے چلایا۔ غار یا سدر  
 نوراً دوڑنا ہوا آیا اور نیوڑا کو جو ہوج کا تنگ تھا اپنی تلوار سے کاٹ ڈالا جب  
 ہوج کا تنگ کٹ گیا۔ تو فی الفور اونٹ پر سے ہوج زمین پر گر پڑا۔ اور امیر المؤمنین  
 علی کریمؑ وجہ بھی پیچھے سے آہو پیچھے عائشہ رضی اللہ عنہا نے جو میں علی کریمؑ وجہ  
 آئے ہوئے دیکھا تو چلا کر کہا کہ یا علی تھے اس وقت فہر بانی سے فوج بھی سیکی کہ  
 امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ نے محمد بن ابی بکر کو فرمایا کہ اپنی بہن کے پاس جا  
 اور ہرگز مجھے سہا کی کو ہوج کے قریب نہ لے دے۔ یہ سن کر محمدؐ دوڑا اور امان

حاکم بن حنیف  
 حاکم بن حنیف

حاکم بن حنیف  
 حاکم بن حنیف

ہونے کے ساتھ اپنا کیا تاکہ عائشہ کو ہونے کے اندر سے باہر لاوے عائشہ نے  
 کہا کہ تو کون ہے کہ تیرا ہاتھ میرے کپڑے تک پہنچ گیا محمد نے جواب دیا کہ  
 میں وہ ہیں جو آپ کی خدمت میں ہوں۔ شکر کوئی جہنم میں لگا۔ بے یار و مددگار۔ عائشہ نے  
 کہا کہ تیرے ہاتھ نے عائشہ کے کپڑے تک پہنچ گئے ہیں اور اپنی ابر و شادی اور  
 اپنے کو ہاتھ میں لیا۔ یہ کنگر عائشہ کو شکر پر پھر دین لیکھا۔ اور بعد ازاں غلط  
 فرائض کے گھر میں رہا۔ پہلے بھی عائشہ اور زینب عین نے آئے۔ عائشہ نے اس  
 کو مارا۔ شکر کو تو ہم دیتے ہیں کہ تو میری خاطر سے عبد اللہ ابن زبیر کو لے آئے محمد  
 نے پھر کہا کہ کیا کرونگی کیونکہ یہ سب بیچ و منت عبد اللہ ہی کے سبب سے  
 ہو رہی ہے۔ عائشہ نے جواب دیا کہ اس سے بڑا کراہی مجھ کو اور خواتین  
 اور عبد اللہ کو اور کہ وہ میرے بہن کا رشتہ ہیں۔ میری تمنا ہے کہ میں  
 اس سے شکر رہوں کہ اس دار و گیر میں اس کا کیا حال ہوا۔ یہ شکر عبد اللہ ابن  
 زبیر کے پاس لے گیا۔ عائشہ نے اور عبد اللہ کو چھوڑ دیا۔ زبیر آیا اور نہایت رنجور  
 دیکھا۔ اس کے کہا کہ ادھر اور میرے ساتھ کھڑے رہے۔ عائشہ نے اس سے کہا کہ  
 اس نے عبد اللہ اور شکر کو سوار ہوا اور محمد اور اس کے پیچھے گھوڑے سے لے گیا۔  
 عائشہ کے پاس لے گئے۔ جب عائشہ نے عبد اللہ کو اس حالت پر دیکھا  
 تو وہ روئے لکھن اور اس کو گود میں لیا اور اس کا حال کر دئے لکھن اور عبد اللہ نے  
 اس سے جا کر عبد اللہ کے لیے ایمان طلب کر۔ عرض محمد خدا سے اس پر ایمان  
 میں رضی اللہ عنہ میں آیا اور عبد اللہ ابن زبیر کے لیے ایمان طلب کی۔ یہ عبد اللہ  
 نے فرمایا کہ میں تمام عالم کو ایمان دی کہ عبد اللہ ابن زبیر ہی پر ایمان  
 نہیں لیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد اللہ ابن عباس کو بلا کر اس پر لایا کہ  
 عائشہ کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ عبد اللہ ابن زبیر نے ایمان لیا اور اب ہر نبی

دشمن نہیں ہوا کہ جس مکان میں تم نبی ہاشمو کا مجمع ہووے۔ محمد اللہ نے  
 جواب دیا کہ یہ باتیں کیوں کہتی ہے۔ اس لیے کہ جو کچھ نعمتیں شجرہ کو پیش ہوئیں وہ  
 نبی ہاشم ہی کے سبب ساری ہیں عائشہ نے پوچھا کہ بتلاؤ تو میں تم لوگوں کو  
 کیا نعمت پائی عبد اللہ نے کہا کیا بوجہ خاندان یم عذری جو خاص تیرا حسب  
 نسب ہی شجرہ ام المومنین کہتے ہیں۔ نہیں۔ بلکہ ہم ہی لوگوں کے سبب سے تو  
 ام المومنین کہلائی جاتی ہے۔ ورنہ تو صرف ام رومانی کی بیٹی ہے۔ اور تیرے  
 باپ کو صدیق کہتے ہیں۔ اور وہ بوقحاذہ کا لڑکا ہے۔ وہ بھی ہمارے ہی  
 سبب سے صدیق مشہور ہوا۔ عائشہ نے کہا کہ تم پر احسان رکھتے ہو یا رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم پر احسان کرتے ہو۔ عبد اللہ جواب دیا کہ سچ ہے تمہاری ہی  
 اوپر احسان کیوں نہ رکھیں۔ تم رسول خدا علیہ السلام کی اور تم اوس خدا کی  
 کہ کھانی جسکی صفت خاص ہے کہ اگر تجھ میں سے ایک بال یا ایک ناخن بھی ایسا  
 ڈھونڈنا چاہیں کہ جو مصطفیٰ علیہ السلام کا ہووے وہ تیرے پاس ہرگز ممکن نہوگا۔  
 تو پھر تجھ پر احسان کیوں نہ رکھا جاوے۔ کچھ اس ایک ہی احسان پر بوقوف نہیں  
 ہے بلکہ شلو ہزار احسان رکھنے کی جگہ تم کو تجھ پر حاصل ہے اور ظاہر ہے کہ  
 دنیا میں کون شخص ایسا ہو سکتا ہے جو مصطفیٰ علیہ السلام کے ایک بال کی قیمت  
 بھی کر سکے۔ اور تو بھی سچلہ ازواج مصطفیٰ علیہ السلام کے ایک زوجہ اور ان حضرت  
 کی تھی۔ تیرا سونہ اور بیویوں سے زیادہ خوبصورت تھا تیرا حسب و نسب  
 اور بیویوں سے بہت بڑا کرتھا۔ اسوقت تو امیر بنا چاہتی ہے اور شجرہ  
 پر خواہش ہے کہ جو کچھ تو کہے لوگ وہ ہی کریں۔ البتہ کوئی شخص تیرے  
 خلاف نہیں کرتا۔ ہم لوگ گوشت اور پوست اور خون مصطفیٰ علیہ السلام کے  
 ہیں۔ مصطفیٰ علیہ السلام کی ہیلت اور ادھکا علم ہم ہی لوگوں میں ہے۔ عائشہ

کہا کہ خاطر جمع رکھو کہ علی تیرے ان باتو تیرے توجہ نکلتے اور جو کچھ تو کہہ رہا ہو  
 اس پر تمہارے خوش آؤنگے۔ عبد اللہ نے کہا کہ مجھ کو اس معاملہ میں علی کی  
 کوئی افعام لینا نہیں ہے میں علی کو دست رکھتا ہوں اور میں علی کی باتوں کو  
 تسلیم کرتا ہوں۔ اس عجیب سچے کہ یہ نسبت میرے ساتھ علیہ السلام سے  
 ان کو زیادہ تر قرب حاصل ہے۔ اور میراث و علم میں بھی علی اور ابی طالب  
 مصطفیٰ علیہ السلام سے بہت ہی نزدیک ہیں اور ان کو سب سے زیادہ ترجیح  
 ہے۔ اس لیے کہ مصطفیٰ علیہ السلام کے بھائی ہیں۔ اور ان کے چچا کے بیٹے  
 ہیں اور ان کی دختر کے شوہر ہیں۔ اور ان کے فرزندوں کے باپ ہیں۔ اور  
 ان کے علم کے دروازہ ہیں اور ان کے میدان جنگ کے پہلوان ہیں۔ اور  
 ان کو علی سے کیا نسبت ہے کیونکہ ہم لوگوں نے جو کچھ تیرے اور تیرے چچا  
 حق میں کیا ہے تم لوگ اسی احسان کا حق نہیں ادا کر سکتے یہ کہنا اور بولنا  
 کے نزدیک سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اور خدمت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ میں آیا  
 اور جو کچھ تقریر اوس سے اور عائشہ سے ہوئی تھی بیان کی امیر المومنین نے  
 فرمایا کہ میں جانتا ہوں کہ تجھ کو اوس کے پاس سمجھنا چاہیے تھا۔ یہ کہہ کر فرمایا  
 کہ جناب مصطفیٰ علیہ السلام کے مہربان پر زمین باندھا جاوے جب زمین باندھا  
 گیا تو اوس پر سوار ہو کر مکان عائشہ رضی اللہ عنہا کے دروازہ پر پہنچے۔ اور اجازت  
 چاہ کر اندر گئے دیکھا کہ عائشہ بیٹی رو رہی ہیں۔ اور ایک جماعت زنانِ بصرہ  
 اوس کے گرد بیٹھیں تھیں اور رو رہی تھیں زوجہ عبد اللہ بن خلف الخزامی نے جب  
 امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو چلاتے لگی اور اوس کی خاندان کی عورتیں کہ  
 وہیں پر سب جمع تھیں اوس کے ساتھ ہجران ہو کر اور امیر المومنین کی طرف موڑ کر  
 چلا کر گئے لیکن۔ کہ اے دوستان کے قاتل اور جنیت کے پریشان کر کے

حضرت علی رضی اللہ عنہ  
 بیان فرماتے ہیں



والے اللہ تعالیٰ تیرے لوگوں کو بھی اسی طرح تیمم کرے جیسا کہ تو نے فرشتان  
 محمد اللہ کو تیمم کیا ہے۔ امیر المومنین نے اوسکو سجان کیا۔ اور فرمایا کہ توجھکو  
 دشمن سمجھتی ہے اسین میں تجھکو ملاحت نہیں کرتا اسلئے کہ تیرے دادا کو بزدل  
 اور تیرے چچا کو بزدل اور تیرے شوہر کو کل مینے ہی قتل کیا ہے۔ اول وقت  
 جیسا تو نے جھکو قاتل دوستان بدلایا اگر میں فی الحقیقت قاتل دوستوں ہی کا  
 ہوتا تو اس وقت ہر شخص کو جو اس گھر میں موجود ہے قتل کر ڈالتا یہہ ہلکا عاتشہ کی  
 طرقت ہو یہہ کیا۔ اور فرمایا کہ ان گتوں سے تو ہی چھپر شور کروا ہی ہے۔ تو  
 خوب سمجھ رکھ کہ اگر عجبو آرام غلاتق منظور نہوتا تو اس وقت ان سب کو اس گھر سے  
 باہر لاکر گتوں کی طرح قتل کر ڈالتا۔ عاتشہ یہہ بات سنکر چکی ہو رہی اور ادن  
 عورتوں نے بھی امیر المومنین کو جو غصہ میں دیکھا تو مارے ڈر کے کوئی بات  
 پھر ہونہ سے نہ کر سکیں۔ پس امیر المومنین نے فرمایا کہ اسے عاتشہ کیا خدا  
 تعالیٰ نے تجھکو حکم نہیں دیا ہے کہ اپنے گھر میں پردے کے اندر بیٹھی رہو  
 اور گھر سے باہر نہ نکل۔ حالانکہ تو گھر سے باہر نکل آتی اور گھنگار خدا ہوتی۔ اور  
 اپنے گھر سے کہ جنگ میں ڈال دیا۔ اور لوگوں کو میری لڑائی پر ترغیب دیتی رہی۔  
 تجھے یہہ خیال بھی نہ آیا کہ خدا تعالیٰ نے ہماری ہی سبب سے تجھکو بزرگی  
 دی ہے۔ یہہ ہمارے ہی حشہ ہماری کا سبب ہے جو تو ام المومنین میں  
 ہوتی۔ اب اوٹھ اور اوس گھر میں چلی جا جان مصطفیٰ علیہ السلام تجھکو چھو گئی  
 تھے۔ اور جب دراز کہ پھر زندگی بھر ادھس گھر سے باہر نہ نکلنا۔ یہہ باتیں اشد  
 فرما کر امیر المومنین عاتشہ کے پاس سے باہر چلے آئے۔ دوسرے دن امیر المومنین  
 علی رضی اللہ عنہ نے اپنے فرزند حسن رضی اللہ عنہ کو عاتشہ رضی اللہ عنہا کی پاس  
 بھیجا۔ حسن نے عاتشہ سے کہا کہ امیر المومنین نے اس وقت یہہ قسم کھائی ہے

یہہ قسم  
 کہ اگر  
 میں  
 اس  
 سے  
 ملوں  
 تو  
 اس  
 کو  
 قتل  
 کر دوں

کہ تسلیم و خدا کی جنتی تمام دنیا کو پیدا کیا ہے کہ اگر اسیدم تو اؤنگو کہ ریشہ کی  
 طرف نہ چلی جائیگی تو اب میں تیرے حق میں وہی بات کہہ ڈالوں گا جو تجھ کو بھی معلوم  
 ہے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا اس وقت سر میں کنگھی کر رہی تھیں۔ اور دہنٹی ہوتی کو  
 گوندھ چکی تھیں بائیں چوٹی باقی تھی کہ جب حسن رضی اللہ عنہ نے پیہ پیغام آکر دیا  
 اس بات کے سنتی ہی بائیں چوٹی بے گوندھی چوڑ کر فوراً اودھ کھڑی ہوئی اور  
 کہنے لگیں کہ میری سواری جلد لاؤ کہ میں مدینہ کی طرف ابھی روانہ ہو جاؤں  
 ایک عورت جو خاندان جہالبہ میں سے تھی اور جو عائشہ کے پاس موجود تھی کہی  
 لگی کہ اے ام المومنین عبد اللہ ابن عباس تمہارے پاس آئے اور تھے  
 ہر طرح کی گفتگو کرتے رہی لیکن تنے اؤنگو بہت سخت جواب دی کہ وہ تمہاری  
 پاس سے چلے گئے۔ اور پھر دوسرے روز امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ خود  
 تمہارے پاس آئے اور تمہارے اور امیر المومنین کے بیچ میں بہت کچھ باتیں  
 ہوئیں۔ مگر تنگو کچھ بھی پریشانی نہ ہوئی اور نہ اپنے مقام سے تنے جیش کی سکر تجکو  
 نقب ہے کہ اس لڑکے کی بات سے تمہارے اس قدر پریشان اور مستعد  
 روانگی مدینہ ہو جانے کا کیا سبب ہے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ مجھ کو  
 حسن کی بات پر اسوجہ سے بیکار رہی ہوئی کہ وہ فرزند رسول خدا صلی اللہ علیہ  
 وسلم کا ہے۔ جسکو سیاہی چشم مبارک مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت  
 منظور ہو۔ وہ سیاہی چشم حسن پر نظر کرے۔ علاوہ اسکے ایک بات اور بھی  
 ہے جو زبان علی پر جاری ہوئی اور جسکا اشارہ معرفت حسن کے بطور پیغام  
 میرے پاس پہنچا تھا میں اس سے لاچار ہو گئی اور اس بات کو کان لگا کر  
 سنا اور اس پر نہ لگاؤ کیا کہ اب بصرہ سے مدینہ کی طرف چلا جانا ہی بہتر ہے اس  
 عورت نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ تمکو قسم خدا سے بھانہ تمہارے کی

انسہا رضی اللہ عنہا  
 عائشہ رضی اللہ عنہا  
 میرا

جیسا کہ

دینی ہوں اور اوسکے رسول محمد علیہ السلام کا واسطہ دلاتی ہوں کہ مجھ کو تلو دو کہ وہ  
 کیا بات ہے کہ جبکہ سبب تمکو ایسا اضطراب پیدا ہو گیا۔ عیالیشہ نے کہا کہ ایسا  
 تو مجھ کو قسمین دے رہی ہے لہذا میں نہ تو سہ سہ بیان کرتی ہوں کہ ایک مرتبہ حضرت  
 علیہ السلام کسی لڑائی سے بہت داناں و شجاع لڑتے تھے اور اوسکو اپنے  
 اصحاب پر تقسیم فرما رہے تھے کہ اتنے ہیں میرے ہند از و ابج حضرت علیہ السلام  
 کے اوس مال میں سے اونسے کچھ مانگنے لگی اور ہم سب بہت کچھ متین بھی کرتے  
 لگی۔ حضرت علیہ السلام ہماری بہت دلچسپی سے پریشان ہوئے علی رضی اللہ  
 عنہ اسوقت موجود تھے کہ اوس الحاج پر تمکو لامنت کرنے لگے اور کہنے لگے  
 کہ بہت بہت نکر و خاموش رہو کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ پریشان نہ ہوں یہ  
 شکر مہلوگ علی سے سخت کلامی کرتے تھے اور علی کو خوب دہکتا تو علی نے  
 کلام اللہ کی اس آیت کو پڑھا عَسَىٰ اَنْ يَّكُنَ لَكُمْ فِتْنَةٌ اَنْ يَّكُنَ  
 اَنْ يَّكُنَ لَكُمْ فِتْنَةٌ اَنْ يَّكُنَ لَكُمْ فِتْنَةٌ اَنْ يَّكُنَ لَكُمْ فِتْنَةٌ اَنْ يَّكُنَ لَكُمْ فِتْنَةٌ  
 اُسکا تمکو طلاق دے تاکہ بعبوض اوسکے اُسے دوسری بیبان دیوے جو تیری  
 بہتر ہوں مگر ہم لوگ دوسری بار پھر الحاح کرنے لگے اور سخت کلامی کرتے  
 رہے رسول علیہ السلام ان سخت کلامیوں سے جو کہ ہم لوگ نسبت علی  
 کے کرتے تھے ناخوش ہوئے اور ہم پر بہت غصہ کیا اور علی کو فایا کہ یا  
 علی میں نے طلاق ان اپنی ازواج کا تمہارے اختیار میں دیدیا۔ انہیں سے تم  
 جسکو جب طلاق دیدو وہ میرے زوجیت سے خارج اور میرے نکاح سے  
 ساقط ہو جاوے گی۔ اور اس طلاق کا کوئی وقت معین نہیں فرمایا کہ میری حیات  
 حیات میں یا بعد وفات میرے طلاق دو لہذا مجھ کو خوف ہے کہ اگر فوت  
 ارشاد علی برعل نکرنا اور علی جسکو طلاق دیوین تو شرف زوجیت حضرت علی

بہشت  
بہشت

بہشت  
بہشت

مصطفیٰ علیہ السلام سے بھی محروم اور دولتِ ابدی سے بے بہرہ ہو جاؤ گی یہی  
سبب ہے کہ اس وقت روانہ مدینہ ہوتی ہوں۔ یہ لکھ فوراً بصرہ سے مدینہ  
لیطرت روانہ ہوئیں۔ امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نے عوراتِ بصرہ کی ایک  
جماعت کو بلا کر حکم دیا کہ علمائے باندہ دین اور لباس مردانہ پہنکر عائشہ رضی اللہ عنہا  
کے ہمراہ جا دیں۔ جب یہ عورتیں اس طرح ہمراہ چلیں تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے  
امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کی شکایت کی کہ مجھ کو مردوں کی جماعت کے ہمراہ  
اس قدر زیادہ دور دراز پر روانہ کیا ہے۔ یہ سن کر ایک عورت اپنی اونٹ کو  
عائشہ کے قریب لے آئی اور اپنا سونہرہ کھول دیا اور کہا کہ اسامہ المومنین  
ہم سب عورتیں ہی ہیں جو لباس مردانہ پہنا رہے ہیں چلتی ہیں۔ کیونکہ امیر  
المومنین علی رضی اللہ عنہ نے حکم فرمایا ہے کہ شکل مردانہ ہم پہنا رہے ہیں  
رہیں تاکہ اشرار راہ میں کوئی ہجو نہ کرے نہ کہ جس سے کوئی خرابی یا نقصان پہنچے  
جب عائشہ رضی اللہ عنہا نے دیکھا کہ وہ سب کی سب عورتیں ہیں تو خوش ہوئیں  
اور امیر المومنین کا احسان مانا اور جو شکایت مردوں کی ہمراہی کے معاملہ میں کی  
تھی وہ شکر سے تبدیل کی جب مدینہ میں پہنچیں اپنی کوشری میں جا بیٹھیں اور ان  
سب عورتوں کو اچھی طرح بصرہ کی جانب واپس کیا اور جو گتیں کہ کر چکی تھیں  
ان سے نہایت پشیمان ہوئیں۔ اور جو وقت جنگِ جمل کا خیال کرتی تھیں  
اشرار و قاتلین کہ سقنہ آنسوؤں سے تر ہو جاتا تھا اور بیوش ہو جاتی تھیں اور کہیں  
کبھی یہ بھی کہتی تھیں کہ کاش سفرِ بصرہ سے ۲۰ سال پہلے میں مر گئی ہوتی تاکہ ایسی  
حیرت مجھے سر نہ نہوتی۔ ناقلانِ اخبار بیان کرتے ہیں کہ بروز جنگِ جمل لشکر  
عائشہ میں اصحابِ جمل ۳۰ ہزار مرد و سوار و پیادہ تھے۔ بلکہ اس سے بھی  
زیادہ تھے۔ اور لشکرِ امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ میں ۲۰ ہزار سوار و پیادہ تھے۔

شکر علی رضی اللہ عنہ

بنی اسرائیل  
اور  
بنی قریظہ

شکر علی رضی اللہ عنہ میں سے ایک ہزار تہ سو مرد شہید ہوئے اور اصحاب  
جبل میں ۹ ہزار مرد صرف ایک ہی خاندان آزد میں اور ۴۰ ہزار مرد خاندان قبیۃ  
میں اور دو ہزار مرد خاندان ناجیہ میں اور ۴۰ ہزار مرد خاندان بنی بکر بن ایل میں اور  
۴۰۰ مرد بنی خطلہ میں اور ۴۰۰ مرد خاندان بنی عدی میں اور ۹۰۰ مرد جو ان سب کی  
دوست و احباب تھے جملہ ۱۸ ہزار آدمی قتل ہوئے۔ کہتے ہیں کہ کسی شخص نے  
جو خاندان تمیم بن مرہ میں سے تھا عبدالرحمن بن صرة التوحی سے جسے شتر عایشہ  
کے پائون فلم کہتے تھے یونہی کہ تو نے عائشہ کے اونٹ کے پاؤں کیوں کاٹ  
ڈالے تنوحی نے جواب دیا کہ تو کیسی بات پوچھ رہا ہے۔ اگر میں اس شتر عایشہ  
کے اونٹ کے پائون کاٹ نہ ڈالتا تو لشکر عائشہ میں سے ایک شخص بھی زندہ  
باقی نہ بچتا لہذا وہ تمام لڑائی بھر دیے کر کے شتر عایشہ کے تمام ہو گئی اور سب  
جنگ و نزاع ساقط ہوئی۔ القصہ جب امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نے جنگ  
جبل سے فراغت پائی اور سب جنگ و نزاع دور دفع ہوئی تو چند روز امیر المومنین  
نے بصرہ میں اور قیام فرمایا اسکے بعد یہ مناسب ہوا کہ مع لشکر بیان سے کوفہ  
کی سمت چلنا چاہئے۔ لہذا ارشاد فرمایا کہ ایک منبر لشکر گاہ میں رکھ دیا جاوے۔  
جب منبر رکھا گیا تو آپ اوسپر تشریف لینگے اور حمد بار تعالیٰ انتہائے فصاحت  
و بلاغت کے ساتھ ادا فرما کر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر تحفہ بے درود بھیجے اور  
چند کلمات اسی جنگ و محاصرت کے معاملہ میں جو در بیان امیر المومنین امیر قوم بصرہ  
وغیرہ کے ہوئے تھے ارشاد کیے۔ سنہ زین جبار و العبدی کھڑا ہو گیا۔ اور قنہ و فساد  
ان زمانہ آخر کا حال دریافت کرنے لگا۔ امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نے کیفیت  
اون فتنہ فسادات کی جو زمانہ اخیر میں پیدا ہوئے۔ ایسے مفصل بیان فرمائی۔ اور طرح  
طرز کے عجائب و غرائب جو بعد افعال مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں پیدا ہونے لگے

امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ  
نے  
یہ  
فصل  
فرمایا  
تھا

شرح بیان کیے۔ کہ سب سننے والے ہمارے طرف زار زار رو رہے تھے اور اللہ تعالیٰ نے  
 ان کے کلمات و فضائل و بلاغت پر تعین آفرین کا شور برپا تھا۔ اسی خطبہ کے آخر میں امیر  
 المؤمنین نے فرمایا کہ اے مندرستے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے یوں سننا ہی  
 کہ قیامت اونہیں لوگوں پر آدگی جو کہ دنیا میں بشارت پیشہ ہیں۔ اور قیامت جمعہ کی  
 دن یکم ماہ محرم کو آنگلی۔ یہ کہہ کر فرمایا کہ اے مسلمانوں اپنی دلوں میں اسی دعا خوف  
 کرو اور اعمال صالحہ و کار ہائے نیک کرتے ہیں نہایت کوشش کرو تاکہ دنیا کی شہرت  
 پیشوں میں کہیں تمہارا بھی شہما نہ ہو جاوے۔ تو یہ اس کتاب کا ابو محمد احمد بن اعظم  
 انکو فی رحمۃ اللہ علیہ کہنا ہے کہ خود اپنے تمام حالات فقہ لوگوں اور راویوں اور  
 مقبرہ شخصوں سے اور ایسی جماعت سے جو سچ سچ بولتے اور نیک نیتی کے بڑاؤ کرنے  
 میں معروف اور شہور تھے پوشیدہ اور غائب تھے یہی گو یہ اسور الفاظ مختلف ہیں  
 تھے مگر چونکہ سب کے ایک ہی معنی تھے لہذا ایک ہی دھنگ پر یعنی اسکو تحریر کیا ہے فقط

بہارِ نبوی  
 جلد اول  
 صفحہ ۵۶

احمد مذکور این کتاب لاجواب از تسلم شکستہ رقم عاصی پربھائی  
 از لی گنگا رام بنی سید فرزند علی لکنہوی غفر اللہ و نو بہ  
 تلمیذ یافتہ جناب فیضاب خوشنویس خفی و جلی  
 سیدنا تم علی صاحب شتخلص بہ خواہان  
 ساکن شہر بانس بیلہ  
 مسجد دوشنبہ تا بہ ۱۰۶  
 ۱۰۶  
 شہر عیسوی  
 تحفیت

# قصیدہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

منقول از کتاب مروج الذهب تصنیف ابو الحسن علی بن سعید بن مسعودی متوفی در ۳۴۰ھ - منذر بن  
 جبار و جمعی سے منقول ہے کہ جب جناب امیر المؤمنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بصرہ  
 میں تشریف لائے تو جانب طغیانی داخل ہوئے اور مقام زاویہ میں رونق افروز  
 ہوئے سو میں اونکے دیکھنے کو اپنے گھر سے نکلا۔ اور دیکھا کہ اولاً ایک لشکر قریب  
 ہزار سوار کے آیا جنکا پیشرو ایک گھوڑے اشوب پر سوار تھا جو ٹوپی ام سفید لباس  
 پہنے ہوئے اور ایک تلوار لٹکائے ہوئے تھا اور رایت اوسکے پاس تھا اور  
 میں نے دیکھا کہ قوم کے عامے اکثر سفید اور زرد تھے اور وہ لوگ پورے مسلح تھے۔  
 سو میں نے پوچھا کہ یہ سپردار کون ہے لوگوں نے کہا کہ یہ حضرت ابو ایوب انصاری  
 رضی اللہ عنہ صاحب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ میں اور یہ قوم انصار  
 وغیرہم ہیں۔ بعد ازاں اونکے متصل ہی ایک اور سردار اسب پر سوار آئے  
 جنکا عامہ زرد اور لباس سفید تھا اور تلوار لٹکائے اور کمان دوش پر تھی اور اشوب  
 گھوڑے پر سوار تھے اور چھینا سردار سوار اونکے ساتھ تھے میں نے پوچھا یہ کون  
 ہیں لوگوں نے کہا کہ یہ خزیمہ بن ثابت انصاری صاحب شہادتین ہیں۔ بعد ازاں  
 ایک اور سردار اخی کمیت گھوڑے پر سوار زرد عامہ باندھے ہوئے چکے تھے  
 سفید ٹوپی تھی۔ و قبا سفید پشی ہوئے تھے تلوار لٹکائے ہوئے اور کمان دوش



سردار پہلے دونوں سرداروں کے مشابہ تھا۔ یہ سننے پر ہنچا کہ یہ کون ہیں لوگوں میں سے  
 کہا کہ یہ قشیر بن عباس یا قشیر بن عباس ہیں۔ بعد ازاں لشکر اور لشکرانہ کے ہر  
 ایک کے آگے آگے اور پیچھے آگے گئے۔ پھر ایک لشکر آیا جس میں بہت سی لڑائی جلیلہ تھی  
 لشکریوں کے بھی اور ان کے آگے آگے ایک بڑا جھنڈا تھا اور اس کے گرد و سگے آگے ایک سردار  
 سوار قوی باز و جنگی نظر زمین کی طرف بہ نسبت آسمان کے زیادہ تھی قشیر نے آگے  
 اڑنے کے واسطے ہاتھ کی طرف ایک خوبصورت جوان اور اس کے دست چپ کی طرف  
 وہ سردار خوبصورت جوان اور ان سب کے آگے تھے جو ان دونوں کے  
 مانند تھا۔ یہ سننے پر یہاں پہلے کون ہیں جس کے کہا گیا کہ یہ قشیر بن عباس ہیں  
 اور اس کے دست راست اور دست چپ پر حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین  
 ہیں اور اس کے سامنے محمد بن الحنفیہ ہیں۔ چنگے پاس بڑا جھنڈا ہے۔ اور یہ اس کے  
 پیچھے عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب ہیں۔ اور یہ اولاد عقیل و خیرہ جو انان بنی ہاشم  
 ہیں۔ اور یہ شام اہل بدر مہاجرین اور انصار کی ہیں۔ پس جناب امیر المومنین  
 موضع معروف راویہ میں فروکش ہوئے اور چار رکعتیں پڑھیں اور پھر بیٹھا مبارک  
 خاک اودھ کیا جس میں اشکناہ مقدس لگے تھے پہر سجدہ سے اٹھ کر اور یہ دعا پڑھی  
 کہ اے آسمانوں اور اس کے اشیاء کے زیرین کے اور زمینوں اور اس کے اوپر کی چیزوں کے  
 پروردگار اور عرش عظیم کی مالک ہو بصرہ ہی میں اس کی خیمہ سیانگتا ہوں اور اس کے شہر سبیری  
 پناہ جانتا ہوں اے تعالیٰ تو مجھ کو اچھا اوتارنا اقرار اور وعدہ اوتارنے والا ہے۔ اے تعالیٰ یہ قرم  
 جیسی باغی ہو گئی اور میری اطاعت سے باہر ہو گئی اور میری بیعت کو توڑ دیا۔ اے تعالیٰ اس کے  
 خون بکافضہ اغنی موضع المجاہدہ من الکتاب الذکور فقط

تمام شد